

گلدستہ خمسہ آریہ علیہم السلام



فخر قوم ملت علیہ السلام حضرت محمد علی جناح صدق آل انبیاء وسلم

م علی شاہ جیلانی مولف شاہی جیستری فیض باغ لاہور

لَيْسَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

خُبَّ آلِ عِمْبُتْ

یا رب محمد و علی و زهرا | یا رب بحسین حسن آل محمد
از لطف بیکار حاجتم در دوسرا | بے منت خلق یا علی الا علی

ابو سعيد الوائلي

اوصاف مرتضائی^۴

اَوْصَاتِ عَلِيٍّ بِجَفَتِكَ مُمْكِنٌ نِّسِيَتٌ | كَخَفَاتِ بَجَرٍ وَرَبِّهِ مُمْكِنٌ نِّسِيَتٌ
مَرْفَعَاتِ عَلِيٍّ بِوَعْدِي كَعَدَاغَمِ | اِلَّا دَاغَمِ كَمَثَلِ اَوْ مُمْكِنٌ نِّسِيَتٌ
مَعِينُ الدِّينِ اَبُوحَرِيْرٍ

معین الدین اجمیری

ثبوت امامت

بدہ مرا تو خدا یا درین نخستہ سفر | ہزار نصرت شادی ہزار فتح و ظفر
بحرمت ستہ محمد بحق چار علی | بدو حسن و حسین و عبوس و جعفر

ابو سعيد الخدري

محافظہ دین

شاه هست حسین باد شاه حسین
 دین است حسین دین شاه هست حسین
 سر او دلاو دست دست یزید
 حقا که بنا کے لاکہ هست حسین
 معین الدین اجمیری

معین الدین اجمیری

الہامی مؤلف

سب برادران مذہب و ملت کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ تحفہ بہ عنوان گلدستہ خمسہ آل عباؑ کہ یہ مجموعہ ہے، ہمارے محترم فخر قوم و ملت حضرات خمسہ کا جتنے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں عالی جناب حضرت ابوسعید ابوالخیر و عالی جناب حضرت معین الدین صاحب اجیمیری و عالی جناب مسٹر محمد علی جناح و عالی جناب مولانا یحییٰ شاہ صاحب نظامی حیدر آباد دکن و عالی جناب مولانا مولوی سید محمد احمد صاحب سوئی بچی جو کہ ایک بہترین علمی تبلیغی کلام مجموعہ سب حضرات خود ملاحظہ فرمائیں اور دیگر حضرات کی خدمت میں پیش کریں تاکہ سبھی حضرات اس تحفہ نایاب سے مستفیض ہو کر دنیائی و ماریخی حالات سے آگاہ ہوں۔ لہذا بندہ یہ تحفہ بوقع سالانہ اجلاس مسلم لیگ (جو کہ مسلم لیگ کے ستائیسواں اجلاس ہے) پیش کرتا ہے۔ والسلام

بندہ بابِ سلم و حکمت حکیم سید ہاشم علی شاہ جیلانی

مؤلف شاہی جتیری۔ لاہور

بوقت عید نوروز ۲۱۔ مارچ ۱۹۶۰ء

رحمۃ للعالمین

(از جناب قائد اعظم مخدوم مولانا محمد علی جناح صدر مسلم لیگ آل انڈیا)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بائبل اور تورات کے بیان کے مطابق پیران کے ہاں بارہ لوگوں کے پیدا ہونے جن میں سے ایک کا نام لیدار تھا جن کی اولاد عرب کے صوبہ حجاز میں آباد ہوئی۔ اہل عرب قبیلہ کی اولاد ہیں۔ تمام مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ حضور آقائے عرب و عجم کا سلسلہ نسب عدنان سے ملتا ہے۔ جو چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل سے جا کر ملتے ہیں اور اس حقیقت سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ کہ حضور کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم کی نوں پشت میں نضر بن کنانہ کا نام ملتا ہے۔ جو قریش مکہ کے مورث اعلیٰ تھے۔ مگویا شرافت اور وجاہت کے اعتبار سے بھی حضور کا خاندان معزز اور باوقار تھا۔ جعفریہ کا ایک بتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ جزیرہ العرب پر اٹھم ایشیا یورپ اور افریقہ آپس میں ملتے ہیں اور آفتاب اسلام کی منیا باریوں سے میثو دنیا جہالت اور خود کشاکی کی تاریکیوں میں روپوش تھی۔ اور عرب کی جاہلیت کا قہر چھٹا ہی کیا۔ وہاں رولگوں کا جدا جدا اور مختلف مذاہب پر اعتقاد تھا۔ لیکن بہت پرستی سب میں مشترک چیز تھی۔ حتیٰ کہ کعبہ مقدس میں بھی ابراہیمؑ۔ اسماعیلؑ۔ جیسے اور میرم مدلیقہ کے بتوں کی بے محابہ پرستش ہوئی تھی۔

عہد جاہلیت۔ عرب لوگوں کی ذہنی کاہلو مذاہب آذنی بر تھا۔ اور چونکہ وہ ایسی ہی فضا میں پلے تھے۔ اس لئے غوغواری اور سفاکی ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ ان کے دلی

رات کے چوبیس گھنٹے باہمی جنگ و قتال میں صرف ہوتے تھے اور ذرا سی بات پر تلوار میان سے ٹپ کر نکلتی تھی اور دم بھر میں کشتوں کے پٹے لگ جاتے تھے۔ ان حالات میں انسانی خون کی پاکیزگی کا کسے خیال آ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کو قلعہ مدگود کھڑا کر دیا۔ شراب اور عیاشی کی گود میں زندگی بسر کرنا ایسے واقعات ہیں جن پر تاریخ عالم کے اوراق گواہ ہیں مولانا حالی علیہ الرحمۃ نے اس صورت حالات کا نقشہ کن موثر الفاظ میں کھینچا ہے یہ

جو ان کی دن رات کی دل لگی تھی شراب ان کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
قیس تھا۔ غفلت تھی دیوانگی تھی غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

ولادتِ قدسی۔ لیکن یہ قانونِ قہر ہے۔ کہ جب موسمِ غزاں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔ تو بہار کی دلفریب ہوائیں بھی بہت دور چھپے نہیں ہوتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ مردہ درختوں کے جسم سے لہباتی ہوئیں کو نکلیں پھوٹتی ہیں۔ اور قدرت پھر ایک دفعہ دلفریب دہن کی طرح حسن کی آرائشوں سے مالا مال ہو جاتی ہے۔

طلوع اسلام۔ اسی طرح جب عرب گمراہی کی ضلالتوں میں ٹھوکریں کھا رہا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل نے ایک ایسے سورج کا طلوع کیا۔ جس کی درخشانی اور تابانی نے تاریک ترین راہگزروں کو بھی بقعہ نور بنا دیا۔ یعنی ۱۲ اپریل ۶۱۰ء کو مکہ میں آفتابِ رسالت کا طلوع ہوا۔ آپ کے والد محترم عبداللہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی اس جہاں سے رحلت ہو چکے تھے۔ اور آپ ابھی چھ سال ہی کے تھے۔ کہ آپ ماں کی شفقت سے محروم ہو گئے

بھی نہیں بلکہ جب آپ کا سن شریف آٹھ سال کا تھا آپ کے دادا عبدالمطلب نے بھی سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اور آپ کی پرورش کا تمام بوجھ آپ کے چچا حضرت ابوطالب کو برداشت کرنا پڑا۔ اس دوران میں اور جوانی کے آغاز تک آپ مکہ بانی کا کام کرتے تھے گویا اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ آپ جس طرح بھیڑوں اور بکریوں کو درندوں اور خونخوار جانوروں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ انسانیت کے حملہ کے بھی راعی ہیں

۱۴ سال کی عمر میں آپ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ بغرض تجارت تشریف لے گئے اور اس کے چند سال بعد سرزمین عرب میں قریش اور بنی قیس میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی

حضور فخر و عالم نے اس خونریزی کو دیکھا۔ اور آپ کے حساس دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور آپ نے حق و صداقت کو بلند رکھنے اور امن عامہ کی حفاظت کا تہیہ کر لیا اور بالآخر آپ فقیہین میں صلح و صفائی کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ تاریخ میں اس صلح کو خلف الفضول کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس کی رو سے کمزوروں اور مظلوموں کی امداد اور حفاظت کا عہد کیا گیا آپ جس وقت سن بلوغ کو پہنچے۔ تو آپ نے اپنے آباء و اجداد کی اقتدا میں تجارت

شروع کر دی۔ آپ کی ویانت خلوص صداقت اور ایمان داری سے حضرت خدیجہ رحمہ اللہ اس قدر متاثر ہوئیں کہ انہوں نے آپ کو معمول سے دو گنا حصہ دینے پر اصرار کیا۔

اصحاب فیل کا واقعہ۔ یہاں پر تفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت کے تمام واقعات کو رقم کرنے کی گنجائش نہیں۔ لیکن ایک واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ آپ کی ولادت کے سال میں یمن کے عیسائی حاکم ابرہہ نے اپنے دار الخلافہ میں ایک عظیم الشان گرجا اس ارادے سے تعمیر کیا۔ کہ خلق خدا کا لاڈ و ہام کعبہ کی بجائے اس گرجا میں ہوتا کہ کعبہ کی روحانی اور دنیاوی عظمت کا قصور ریع زمین پر آ رہے دراصل اس عزم مشومہ کی تہہ میں تثلیث کو کامرانی اور کامیابی سے جھکنار دیکھنا مقصود تھا۔ چنانچہ اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے ارادے سے کعبہ پر ایک ہزار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ وہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر پھر گیا۔ اور اہل مکہ کو اپنے امادہ سے آگاہ کرنے کے لئے ایلمی روانہ کر دیا۔ اسی اثنا میں ابرہہ کے سپاہیوں نے عبدالمطلب کے بہت سے اونٹوں کو قبضہ میں لے لیا۔ حضرت عبدالمطلب اس سلسلہ میں اس کے پاس چل کر آئے۔ ابرہہ ان کی عظمت و جلالت کو دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ اور ان کی تشریف آوری کا سبب دریافت کیا۔ اس کا خیال تھا کہ عبدالمطلب الحاح و زاری سے کعبہ کے استخفاف کی درخواست کریں گے۔ لیکن اس کی امیدوں کے برعکس عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس پر ابرہہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ آپ کو اپنے اونٹوں کی تو بڑی فکر ہے۔ مگر کعبہ کے متعلق جس کیس میں گمراہی آیا ہوں۔ آپ کو کوئی فکر نہیں۔ عبدالمطلب نے بلا جھجک جواب دیا۔ کہ میں اونٹوں

کا مالک ہوں۔ مجھے ان کی حفاظت مطلوب ہے۔ کعبہ کا مالک خود اپنے گھر کی حفاظت پر قادر ہے۔ اور وہی اس کا بندوبست کرے گا۔ از بسکہ قریش ابرہہ کے قتل کا جو کام مقابلہ کرنے سے عاجز تھے۔ اس لئے وہ گمراہی کی پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے۔ عبدالمطلب کعبہ کو چھوڑنے سے پہلے کعبہ میں گئے۔ اور اس کی چادر کو تمام کر یوں جا کر اسے اللہ یہ تیرا گھر ہے۔ ہم اس کی حفاظت سے عاجز ہیں۔ تو اپنے گھر کا آپ گھبراہٹ ہو۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اور مورخین کا اتفاق ہے کہ ابرہہ کی فوج پر اتنی زبردست تباہی آئی۔ کہ اس کے لشکر کا کثیر حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔ باقی ماندہ حصہ بے سرو سامانی میں مگر بتر ہو گیا۔ قرآن مجید میں بھی مندرجہ ذیل آیات بینات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

الم تر کیف فعل ربک باصحاب النعلین
 الم یجعل کیدکم فی تضلیل وارسل علیہم طیارا یابیل
 تر میہم یحیوۃ من یجعل فجعلکم عصف
 صحرانی تربیت۔ عرب شرفا میں دستور تھا کہ ماہیں اپنے بچوں کو چھاتیوں سے دودھ پلانے کی بجائے انہیں دیہات کی تندرست اور ہوشیار عورتوں کے سپرد کر دیتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے چند دن بعد تک آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ اور اس کے بعد چند دن ٹوپیہ نے جو ابوہب کی لونڈی تھیں۔ آپ کو دودھ پلایا۔ اور اس کے بعد آپ علیہ السلام کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ دو سال بعد آپ پھر اپنی والدہ مکرمہ کے پاس تشریف لے آئے لیکن فوراً ہی پھر دیہات میں بھیج دیئے گئے کیونکہ مکہ میں دباہیلی ہوئی تھی آپ چھ سال تک دائی علیہ کے گھوارہ میں پرورش پاتے رہے۔ اور اس کے بعد واپس تشریف لے آئے۔ اس دوران میں آپ کی والدہ محترمہ مدینہ کی طرف اپنے خاوند کی قبر کی دیار سے گئے لئے سفر کر رہی تھیں۔ کہ راستہ میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت کی خبر گیری کا بار آپ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے زمرے لیا۔ یہیں سے ہی آنحضرت میں محبت۔ امانت اور صداقت کے جوہر نمایاں تھے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی امانت اور دیانت سے استفادہ متاثر

ہوئیں کہ انہوں نے خود آپؑ کے جالہ عقد میں آنے کی خواہش ظاہر کی۔ حالانکہ اس سے پیشتر عرب کے بڑے بڑے سردار حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کر چکے تھے۔ جسے آپؑ نے رد کر دیا تھا۔

حضرت خدیجہؓ شادی کی وقت آپؑ کی عمر پچیس سال کی تھی اور حضرت خدیجہؓ آپؑ سے پندرہ سال بڑی یعنی چالیس سال کی تھیں۔ عرب میں تفاوت کے باوجود ان کی آپس میں بے حد محبت تھی۔ حالانکہ اس وقت ہر شخص کو اجازت تھی کہ وہ جتنی عورتوں سے چاہے شادی کر لے۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔ وہ لوگ جو کور باطنی سے حضورؐ صلح کی شادیوں پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ وہ خدا راہ بتلائیں۔ کہ ایک شخص جو عین شباب کے عالم میں ایک عالمی سالہ بیوہ سے شادی کرتا ہے۔ اور اس کی زندگی میں دوسرے نکاح کا خیال تک نہیں لاتا کیا اس کے متعلق بد باطن سے بد باطن شخص بھی کہہ سکتا ہے کہ اس کے بعد کی شادیوں میں دنیاوی دلچسپیوں کو دخل حاصل تھا۔ شادی کے پندرہ سال بعد آپؑ کو منصب نبوت عطا ہوا۔

حضرت خدیجہؓ سے زیادہ کوئی اور شخص آنحضرتؐ کے قلب مبارک کی عمیق ترین گہرائیوں سے واقف نہیں تھا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی زندگی کے ہر ایک پہلو کو غلو توں میں باریک نگاہیوں سے دیکھا تھا۔ اور جس وقت آنحضرتؐ نے خدیجہؓ سے اپنے منصب نبوت کا ذکر کیا۔ وہ آپؑ کی دیانت کو جانتی ہوئی فوراً آپؑ پر ایمان لے آئیں۔

صلح و امن کا داعی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد مکہ میں ایک واقعہ پیش آیا۔ جس سے لوگوں پر آپؑ کی معاملہ فہمی اور اصابت رائے کی وحاک بیٹھ گئی۔ اس زمانہ میں قریش کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ اور جس وقت سنگ اسود کو اس کی اصلی جگہ رکھنے کا سوال درپیش ہوا۔ تو ہر ایک قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا تھا۔ کہ وہ سنگ اسود کو اس کی جگہ نصب کرے۔ اس قبائلی نزاع کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوئے۔

تھے۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہو۔ وہ اس جگہ کے کوچن طرح چاہے چکاوے۔ نبوی تمت سے سب سے پہلے جو شخص کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہوا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس سے سب بہت خوش ہوئے۔ اگر آپ چاہتے تو خود سنگ اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیتے۔ مگر آپ کی طبیعت میں خود غرضی کا نام و نشان تک نہ تھا چنانچہ آپ نے اپنی چادر اپنے پیش مبارک سے اُٹا کر زمین پر بچھا دی۔ اور تمام قبیلوں کو چاروں کے کونے پکڑنے کو کہا۔ اور خود بعد میں اسے اٹھا کر اپنی جگہ نصب کر دیا اور اس طرح ملک عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات مل گئی۔ اس واقعہ سے آنحضرت کی معاملہ فہمی۔ وسعت خیال اور بے مثل رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔

سیرت اور اخلاق کا معجزہ۔ حضور کی زندگی کے دو پہلو بہت زیادہ جاؤب نظر ہیں پہلے تو یہ کہ آپ اُمی محض تھے۔ لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اسی اُمی نے علم و حکمت تمدن و معاشرت کا وہ عظیم اُشان مینار تعمیر کیا۔ جس کی روشنی نے جہانوں اور تارکیوں کے تمام پردے چاک کر دیئے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے اپنی عمر عزیز کے چالیس سال ایسے ماحول میں بسر کئے۔ جس میں شراب خوری بت پرستی اور عیاشی کا دور دورہ تھا۔ لیکن آپ کا دامن ان الانسوں سے ہمیشہ پاک رہا۔ آپ کے بدترین دشمن کو کبھی آپ کی اخلاقی زندگی میں عیب جوئی کا حوصلہ نہیں ہوا مثبت نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر آپ کی زندگی سراسر معجزہ تھی اور ہر وہ شخص جس نے حضور کی زندگی کا بہ نظر تعمیق مطالعہ کیا ہے۔ حضرت ابوطالب کی طرح یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو گا۔

میں نے محمد کو کبھی جھوٹی بات کہتے نہیں سنا۔ اس کے لب کبھی غیر مذہب اور ناپسندیدہ الفاظ سے آشنا نہیں ہوئے۔ اور وہ آج تک کسی غیر پسندیدہ مجلس میں نہیں بیٹھا۔

حضرت محمد صلعم کی زندگی۔ ضبط نفس۔ پاکیزگی اور صداقت کا نمونہ تھی۔

اپنے اپنی ضروریات کو اپنے خاندان کی ضرورت پر کبھی مقدم نہ جانا۔ آپ کا خاندان تمام عرب بھڑیں موقر اور معزز تھا۔

جب کبھی قریش آپ پر معترض ہوتے اور مخالفت کرتے تھے۔ تو آپ انہیں بر ملا کہا کرتے تھے۔ کہ اے قریش! میری زندگی کا ایک ایک لمحہ تمہارے سامنے بسر ہوا ہے۔ مجھے بناؤ تو سہی۔ کہ کیا تم نے اس عرصہ میں مجھ میں کوئی بھی نقص دیکھا۔

یہ چیلنج آج بھی اسی طرح مشرق مغرب میں گونج رہا ہے۔ اور حضور کے بدترین دشمن کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی۔ کہ وہ آپ کی زندگی کے کسی ایک واقعہ پر بھی حرف گیری کر سکے۔

پچھن ہی میں لوگ حضور صلعم کی شخصیت سے اس قدر متاثر تھے۔ کہ وہ آپ کو الامین کے معزز خطاب سے مخاطب کیا کرتے تھے الامین کا مفہوم محض روپیہ پیسہ میں امانت تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ صداقت کے ہیجیر معنوم کے مترادف ہے اولاد۔ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادہ کا نام قاسم تھا۔ جن کی نسبت سے حضور کو ابو القاسم بھی کہا جاتا ہے۔ قاسم دو سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گئے آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الکبریٰ تھیں۔ جن کی اولاد تاریخ اسلام میں سید کہلاتی ہے۔ آپ حضرت علی علیہ السلام کے عقد میں تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کی اولاد میں سے صرف حضرت فاطمہ الزہراءؓ ہی زندہ رہیں۔ ایک دوسری بیوی سے حضور کے ہاں ایک صاحبزادہ پیدا ہوا۔ جن کا نام ابراہیم تھا۔ لیکن وہ بھی عالم طفولیت میں ہی انتقال فرما گئے۔ حضورؐ کو خدیجہؓ سے بے حد الفت تھی۔ اور ان کی وفات کے بعد بھی وہ انہیں محبت سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

انقلابِ عظیم۔ اسلام کے قاتمانہ سیلاب میں دنیا کی توہم پرستیاں غس غشاہک کی طرح بہ گئیں۔ اور جس جگہ بت پرستی اور شرک طغیان کی غار وار جھاڑیاں تھیں وہاں محاشن تو حید لہہا نے لگا۔ اسلام دنیا میں ایک پاکیزہ تہذیب کا درخشاں باب ہے ایک یتیم جس کی مخالفت میں طاغوتی طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جس کو گھر

سے بی وطن کیا گیا۔ اور جسے طرح طرح کی باتیں دی گئیں بالآخر عزم الامور کے طفیل ایک وحشی قوم کو فتح و نصرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں بمثل طور پر کامیاب ہوا۔ اور جو لوگ سیاسی معاشی عمرانی تارکیوں کے گڑھوں میں گہرے ہوئے تھے۔ وہی پاکیزگی توجید۔ حریت۔ صداقت اور شجاعت میں ضرب اشل ہو گئے۔ ایک ربع صدی میں ایسے زبردست انقلاب کو پیدا کرنا تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے انصاف ایک ہی وقت میں مصلح اعظم۔ کمانڈر انچیف۔ حاکم مجسٹریٹ اور قوموں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والے تھے۔ از بسکہ انسانیت جہاں تک بنیادی اصولوں کا تعلق ہے۔ اس جہنم نیلوفری کے نیچے ہر ایک جگہ ایک جیسی ہے۔ اس لئے زندگی کے تمام مسائل کم و بیش ہر ایک جگہ یکساں ہوتے ہیں۔ جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر چند اہی قوانین کی تاثیر نے عربوں کی مردہ قوم کو از سر نو زندگی کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح آج ان قوانین کی برکت سے غلام ہندوستان کی قسمت بدلی جاسکتی ہے۔ اسلامی قوانین آج بھی ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی بین الاقوامی مصائب کو حل کر سکتے ہیں۔ حضو کی تعلیم نے ایک ایسے سیاسی مذہب کی بنیاد رکھی جس نے دہلی سے غرناطہ تک زندگی کے ہر شعبہ میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر دیا۔ اور روحانی و دماغی۔ سوشل سیاسی اور اقتصادی پستیوں کو چشمِ لدن میں رفعت سے آشنا کر دیا۔ آج بھی ہمیں حضور رحمتہ للعالمین کی تعلیم کا پکار کر اپنی طرف بلا رہی ہے۔ کامل کہ ہم کس آواز کو سن سکیں۔

حضورؐ کی بعثت سے قبل دنیا کے مختلف حصوں اور مختلف وقتوں کیلئے انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ ان کی تعلیم عالمگیر تھی۔ اور عالمگیر ہو بھی کیسے سکتی تھی جبکہ انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں ابھی بہت وقت و کار تھا۔ بالآخر ہمارے ہادی عالم صلعم کا درد مقدس اس وقت ہوا جب دنیا ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی تھی جہاں وہ حقائق کے تمام امور کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی اس چہارے پیغمبرِ خزانہ کو چہ للعالمین معزز لقب سے خالق اکبر نے سرفراز فرمایا۔ اللہم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ

فاطمہ بنت علیؑ لکھنؤ

(از حضرت مولانا عینی شاہ صاحب نظامی حیدر آباد دکن)

ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت علیؑ کے باپ ابوطالبؑ آنحضرتؐ کے باپ نہیں تھے مگر ایسے چچا جو لاکھوں میں نہیں نظر آتے اور ہزاروں میں نہیں ملتے۔ ایسا چچا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ چچا نہیں باپ تھے۔ باپ بھی ہوتے تو ان جیسے ہوتے۔ ان سے بڑھ کر نہ ہوتے۔ آنحضرتؐ کی محبت ان کا مذہب اور آنحضرتؐ کی خدمت ان کا مشرف تھا۔ ہر وقت یہی کام اور ہر لمحہ یہی مشغولہ الفت محمدؐ میں سرشار۔ آپؐ کی یاد میں بیقرار یعنی آپؐ کے پرستار تھے ان کا سینہ عشق محمدؐ سے موزون ان کا دل تصور محمدؐ سے معمور اور ان کی آنکھیں محمدؐ کا لبّیم تھیں۔ ابوطالبؑ کے دین و ایمان محمدؐ تھے ابوطالبؑ کے روح رواں محمدؐ تھے ابوطالبؑ کی دنیا محمدؐ تھی۔ ابوطالبؑ کا مذہب و ملت محمدؐ تھی۔ ابوطالبؑ کا مقصود سمیات محمدؐ تھے اور ابوطالبؑ کا سارا سرمایہ محمدؐ تھے ابوطالبؑ کے پاس دہن تھی نہ دولت جاگیر تھی نہ منصب۔ دولت تھی تو محمدؐ تھے۔ جاگیر تھی تو محمدؐ تھے۔ ابوطالبؑ کے تن میں من میں عشق محمدؐی لہریں مار رہا تھا۔ بلکہ ابوطالبؑ کی روح عشق محمدؐی میں بسی ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ کے بغیر قرار تھا نہ سکون چین تھا نہ آرام بلکہ آنحضرتؐ کے بغیر زندگی دو بھر اور وہاں تھی۔ دن کو سو بار آپؐ کی دنیا کرتے اور شب میں سو مرتبہ آپؐ کو دیکھا کرتے تو کہیں دل بیقرار تو سکون ہوتا۔

یہ بار امانت ابوطالبؑ ہی کے شایاں شان تھا اور یہ کفالت ابوطالبؑ ہی کا بل تھی محبوب خدا کا عشق ابوطالبؑ ہی کا حوصلہ تھا۔ افضل انبیاءؑ کی محبت ابوطالبؑ ہی کا حصہ تھی۔ دل و گردہ ابوطالبؑ ہی کا تھا۔ کہ اس بار عظیم کو اٹھایا۔ اور یہ ہمت ابوطالبؑ ہی کی تھی کہ خدا کی اس امانت کا اپنے کو اہل ثابت کیا۔ سوال یہ ہے کہ ابوطالبؑ کو محبت کرنا

شایاں تھی اور وہی دلہی محسوس کی جو صرف ماں ہی سے ممکن تھی۔ اس بی بی کو آنحضرتؐ سے اتنی الفت تھی کہ اپنی اولاد کو آپ کے آگے اولاد نہیں سمجھتی تھی بچوں کو دوا رکھ کر اور آپ کو فز و دیکھ رکھتی تھیں۔ آپ کے کھائے پئے بغیر طالب کو دیا نہ عقیل کو آپ کے پئے بغیر طالب کو نیا پہنایا نہ عقیل کو۔ آپ کو سلائے بغیر اس کو سلا یا نہ اس کو آپ کی پاسبانی کرتے آنکھوں کو شمع بنالیا۔ اور ایک ہنسی دو نہیں۔ سترہ برس جاگ جاگ کر اپنی راتیں کاٹیں یہی یتیم پرورد ماں تھیں جس کی العیاذ باللہ یتیم خانہ نبی کے خدائی لفظوں میں آج بھی اُمت کو یاد آ رہی۔ یہی وہ دلسوزیاں تھیں جن کی بنا پر لاکھ بے بض الجی طالب کھڑے کا فتویٰ دشمنان ابوطالب کے حق میں صادر ہو چکا ہے اور یہی وہ جان شاریاں تھیں جن کی وجہ سے حضرت ابوطالب و فاطمہ بنت اسد کے نام سیرت نبویؐ میں ابھرے ہوئے حروف میں نظر آ رہے ہیں

ان بزرگ بہتوں کے لئے آخرت کے نعیم اور یہ علیحدہ مگر دنیا میں بھی ان کو یہ صلاح کہ ان کا چہن سدا ہر اہل بھرا ہا علیؑ و اولاد علیؑ سے تا ابد سرسبز و شاداب رہا۔ اور ان کے فرزندوں کے مراتب بھی سوا ہوئے۔ فاطمہؑ کے ایک نعت جگر جعفر طیار کہلائے اور دوسرے نغمہ الماشاق والمخلوب ہوئے۔ حضرت علیؑ کی ولادت کو خدا نے اپنا گھر دیا۔ اور خانہ خدا آپ کا زچہ خانہ ہوا۔ چنانچہ عام الفیل کے ۳۰ برس بعد ۱۱ ربیع کو جمعہ کے دن صبح سویرے فاطمہؑ بنت اسد طواف کر رہی تھیں کہ شدت سے درد زہ ہونے لگا۔ عودت ذات تھیں۔ پریشان ہو گئیں کہ کہاں سر چھپائیں دیکھتی کیا ہیں کہ دیوار کعبہ شق ہو گئی ہے۔ آپ اس کے اندھلی گئیں۔ زچگی بھی چوٹی اور چاند جیسا فرزند بھی تولد ہوا۔ مگر آنکھیں بند اور آواز پکار کچھ نہیں۔ حیران ہو کر کچھ کوٹنے باہر نکلیں آنحضرتؐ نے بڑھ کر کچھ کوٹے لیا۔ سینے سے لگایا۔ پیار پر پیار کیا۔ اور اپنی زبا منہ میں دی بچہ دودھ کی طرح پینے لگا۔ اور بوئے محمدؐ سے مشام معطر ہوا۔ تو آنکھیں کھولیں۔ اور سب سے پہلے جمال محمدیؐ دیکھا۔ آنحضرتؐ نے اس بچہ کا نام علیؑ رکھا۔ اور تو بس اتنا سا واقعہ مگر بڑا ہی عجیب انوکھا اور معنی خیز آخر مظہر العجائب کی ولادت کا

واقعہ ہے کوئی ماننے یا نہ ماننے ہمارے بیسیلوں محدثین ثقات نے اس واقعہ کی روایت کی ہے چنانچہ امام ابو عبد اللہ الحاکم مستدرک میں اور حافظ حدیث ذہبی تلخیص میں ابو یوسف حدیث لکھتے ہیں وقد تواترت الاخبار ان فاطمة بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب فی جنح الکعبۃ علامہ ابن مبارک المالکی فضول ہمیں رقمطراز ہیں ولید ولد قبلہ احد فی بیت المحرم اور شاہ ولی الدہ محدث دہلوی اذالۃ الحقائق میں رقمطراز ہیں۔ قد تواترت الاخبار ان فاطمة بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علی بن جوف الکعبۃ فانہ ولد فی یوم الجمعة والثالث عشر من شہر رجب بعد عام الفیل بثلاثین سنۃ ولم یولد فیہا احدٌ سواہ قبلہ ولا بعدہ اور کئی شہادتیں چاہتے ہیں۔ ماننے والے کے لئے یہی کافی ہیں۔ اگر درغائے کس است یک حرف بس است۔ اس کا خلاصہ بس اتنا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کا جوف کعبہ میں تولد ہونا بالتواتر مروی و ثابت ہے اور آپ کے سوائے کوئی اور شخص کعبہ میں پیدا نہ ہوا نہ آپ کے پہلے نہ آپ کے بعد۔

چارہ دن کے بعد بحکمہ کا مال کی گود سے آنحضرت کے پاس جھک کر آنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آنکھیں کھولنا۔ پیہم آپ کو دیکھتے رہنا۔ اور آپ کی زبان چوستے رہنا۔ فطرتاً آپ سے نالوس رہنے اور آئندہ چل کر آپ ہی کے چورہنے کی علامت تھی اور مرویایم نے دکھا بھی دیا کہ علیؑ کا طعام و قیام نماز و روزہ رہنا سہنا سب آنحضرت سے وابستہ ہو چکا۔ اور حضرت علیؑ تمام اذکار و کلمات و رسالت کے ہو گئے۔ ماں باپ اس پر بھی اپنے تخت جگہ کو تاکید کرتے رہے الزم ابن حنبل اسی حال میں پورے بارہ برس تک چلے گئے ہیں۔ خاتم الانبیاءؑ کی نبوت و رسالت کا اعلان ہوا ہے ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے بعد نبیؑ کے بھائی علیؑ تصدیق میں سابق رہتے ہیں اور بارگاہ نبوت سے انت الصدیق اکبر کے خطابات سے مخاطب اور انت اول المؤمنین الیہما نا کے شرف سے مشرف اور اول من صلی صلی علی کے امتیاز سے ممتاز ہوتے ہیں تو ماں باپ کے مسرت کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہے۔ چار سال بعد آیت

وانذرعشیرتک الاحزابین کا نزول ہوتا ہے۔ قوم آنحضرت سے کنار کش ہو جاتی ہے قریش و من کتر اکہ چلتے ہیں۔ اور بیکھانے بیگانے بن جاتے ہیں۔ تو ان میں صرف علی ابن ابی طالب تمام زیست و ہستہ دین اکھس رہنے کا علی الاعلان کرتے ہیں۔ اور اس خلوص اور جاننازی پر ہذا انھی دو صحابی و وزیدی و خلیفہ ہیں۔

فصل سورہ واطیعوا جہارگانہ مناصب سے بیک وقت سرفراز ہوتے ہیں۔
ابتدائے تبلیغ کی کٹھن منزلیں ملے ہو رہی ہیں اوائل رسالت کی سختیاں جمیلی جا رہی ہیں بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ بیگانے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ مگر علیؑ بنی کا دین نہیں چھوڑتے شعب ابوطالب کا محاصرہ ہوتا ہے۔ علیؑ بھی بنی کے ساتھ محصور ہیں کھانا پینا بند کر دیا جاتا ہے۔ علیؑ بھی بنی کے ساتھ فاقے کھ رہے ہیں۔ ابوطالب دنیا سے گزر جاتے ہیں۔ مگر علیؑ ہیں اور بنی حضرت خدیجہؓ کو دنیا سے سدھارتی ہیں۔ اور آنحضرتؐ مہتاب ہیں۔ مگر علیؑ آپ کے رفیق ہیں۔ ہجرت کا حکم ہوتا ہے۔ علیؑ بنی کے لباس میں بنی کے بستر پر شبیہ بنی بنکر تیروں اور سنگاریوں میں رات گزارتے ہیں۔ اور ادھر حضرت ابوبکر جان جو حکم میں ڈال کر آنحضرتؐ کے ہمراہ دشمنوں کے زور سے بچتے بچاتے غار ثور پر پہنچتے ہیں۔ علیؑ کو ومن الناس من لیسری نفسه ابتغاء مرضاة الله کا متغہ ملتا ہے تو ابوبکر کو وثائی انشیت اذہما فی الغار کا امتیازی نشان ملا ہوتا ہے۔

بنی کے ساتھ مکہ سے مدینہ پہنچ چکے ہیں۔ ولس سے نکالے جا کر پرویش آئے ہیں اپنا سب کچھ چھوڑ چھا کر خدا اور رسول کے لئے ہجرت کر چکے ہیں۔ نئے ولس میں بنی زندگی بسر کرنے کو سوس چلتے آئے ہیں۔ مگر ذرا تیوروں پر بل نہیں۔ فاقے کھ رہے ہیں۔ مگر مست ہیں۔ سختیاں جمیل رہے ہیں مگر ہشاش بشاش ہیں۔ ڈال۔ ڈال پات پات سر چھپا رہے ہیں۔ مگر شاکر ہیں۔ اس پر بھی مکہ نے انہیں نہ چھوڑا چین سے بیٹھ نہ دیا۔ اور ان پر چڑھائی کر دی۔ سستانے بھی نہ پائے تھے۔ کہ بدر کی لڑائی ہونے لگی میدان لاشوں سے پٹا پڑا ہے۔ عرب کی دیت انسانی خون سے

سرخ ہو چکی ہے ہل من مبارخ کی فلک دوز صدائیں بلند ہیں۔ مگر فاطمہ بنت اسد اپنے اٹھارہ سالہ نوجوان کو دھونڈ رہی ہیں بیٹے کی پہلی رٹائی دیکھنے آئی ہیں انا اللہی متمنی تھی حیدرؑ کی آواز سن کر لپک پڑتی ہیں۔ علیؑ کی بہادری اور تیغ زنی دیکھتی ہیں ایک ایک وار میں ایک ایک سو مارکہ کا دو نیم ہو رہا ہے۔ ولید و خنطلہ کی لڑائیں پھڑک رہی ہیں۔ عقبہ و شیبہ کے کھڑ بھرے سر ٹھوکیں کھا رہے ہیں عامر و عامر کے مردہ جسم علیؑ کے قدموں کو چوم رہے ہیں۔ پھر بھی پکارا کہ کہنی ہیں علیؑ باب الصغیان باخشی غرض یہ کہ فتح و نصرت نبیؐ کے قدم چومتی ہے۔ مسلمان فاتح و منصور رہتے ہیں اور کافرو بفرار ہوتے ہیں اور فاطمہ نبویؐ مال غنیمت لئے نہ ہوئے مدینہ واپس آتا ہے۔

مدینہ واپس آگیا فاطمہ بنت اسد کو یہ فکر دامنگیر رہی کہ حضرت علیؑ کا گھر واہو نظر انتخاب سیتۃ النساء العالمین فاطمہؑ زہرا پر تھی۔ مگر آنحضرتؐ کا ادب مانع دیکھتا ہے۔ خدا سے لو لگاتی ہیں۔ کہ فاطمہؑ زہرا علیؑ ابن ابی طالب کی دلہن بنیں۔ دعا قبول ہوتی ہے۔ وحی خداوندی سے حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ کا عقد پڑتا ہے۔ بڑے ارمانوں سے سانس اپنی بہو کو گھڑلاتی ہیں۔ گھر ذاتی نہ تھا۔ حارث بن نعمان کے مکان پر ہڑے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کے جب مکان بنے تو بی بی عائشہ کے مکان سے متصل حضرت فاطمہؑ زہرا کے لئے بھی مکان بنوا دیا۔ فاطمہؑ زہرا اسی میں رہیں۔ بسیل اسی میں جنی پالیں۔ اسی میں بال بچوں والی ہوں۔ اسی میں فراق پدر سے بیمار پڑیں۔ اور اسی میں جنت سدھاریں اور اسی میں مدفون ہوں۔ یہ مکان عرصہ تک بنی فاطمہ کے قبضہ میں رہا مگر ۹۶ھ میں ولید بن عبدالملک نے حضرت حسنؑ ثنائے اولہ کی زوجہ فاطمہ صغیرا بنت امام حسینؑ کو عین نماز جمعہ کے دوران میں اس گھر سے خون دیا بڑے ہلکوا دیا۔ اور بیت فاطمہؑ کو توڑ کر شریک مسجد نبویؐ کر لیا گیا۔

۱۰۰ھ میں جنگ احد چھڑی۔ ماں نے پھر اپنے بیٹے کی حب ملیاں دیکھیں اور آنحضرتؐ کے ساتھ حضرت علیؑ نے جو جان نثاریاں کیں۔ انہیں بچشم خود دیکھا

علیؑ منی و نامنہ کی بنارت سنی اور لافقی الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار کی مدائے آسمانی سماعت کی۔ کبھی خدا کی بارگاہ ہمدہ شکر ادا کیا کرتی تھیں اور کبھی حضرت کی مومن جہتی تھیں یہ بھانوان بی بی اب پوری عمر کی سہولتیں پیری و ضعف کے آثار نمایاں ہو چکے اب اگر جیتی ہیں تو آنحضرتؐ کو دیکھ کر۔ علی و جعفرؑ کو دیکھ کر اور فاطمہؑ کو دیکھ کر مکران کی خوش بختی میں خدا نے ایک اور اضافہ فرمایا کہ حضرت علیؑ اور بی بی فاطمہؑ کے نور نظر حسن مجتبیٰ کو بھی دکھا دیا۔ اور پھر شہباز سہ میں دوسرے پوتے امام حسینؑ کو بھی اپنی آغوش میں لے لیاں و دیگر سلانا نصیب ہوا۔ مگر رمضان سلسلہ کی وسط میں دعویٰ اجل کو لبیک کہتی ہوئیں یہ بزرگ خاندان بی بی جنت سعدا رہیں۔

حضرت انسؓ راوی ہیں فاطمہ بنت اسدؑ کی وفات کی خبر آئی۔ آنحضرتؐ بے اختیار اٹھ کھڑے فرمایا چلو میری ماں کے پاس چلو۔ بیٹی کے گھر آئے۔ موتی کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا اے میری ماں کے بعد کی ماں خدا تجھ پر اپنی رحمت کرے۔ میں نے صرف تیری محبت دیکھی پھر مرحوم کی اور بھی ساری خوبیاں فرمائیں۔ اپنی چادر اتار کر کفن کے لئے دی۔ حضرت عمرؓ و اسامہ بن زیدؓ و ابو ایوبؓ انصاریؓ کو قبر کی تیاری کا حکم دیا۔ اور خود بھی اس میں شریک رہے اپنے دست اقدس سے مٹی نکالی۔ ہاتھ سے قبر بنائی خود بھی قبر میں لیٹ رہے اور دعا فرمائی اللہ الذی یحییٰ و یمیت دھو حئی لا یموت اعظمہ لا یموت فاطمہ بنت الاسد ووسع علیہا مدخلہا یحییٰ نبیتک و الانبیاء قبلہ فانک ارحم الراحمین

حضرت جابرؓ راوی ہیں آنحضرتؐ صحابہ سے گفتگو فرماتے مسجد میں رونق افروز تھے کہ اطلاع ملی اُمّ جعفرؑ علیؑ کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا اٹھو اور میری ماں کے پاس چلو۔ آپ کے رنج و ملال کا یہ عالم تھا کہ راستہ بھر صحابہؓ کو بول دے کہ کات علیؑ سروہم الطیر بیٹی کے گھر آئے فاطمہ بنت اسدؑ کی لاش دیکھی اور فرمایا اے میری ماں کے بعد کی ماں خدا تجھ پر اپنی رحمت کرے۔ پھر اپنی چادر کفن کے لئے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا میری ماں کو اس میں کفن دو۔ جنازہ اٹھا تو یقین تک کا نہ ہا دیتے چلے سو بھگتیروں سے نماز

کتاب ملنے کا پتہ :- منیجر جعفریہ بک ایجنسی فیض باغ لاہور

پڑھائی قبر میں اترے اور تھوڑی دیر لیٹ رہے پھر کھڑے ہو کر فرمایا بسم اللہ و علی اسم اللہ حضرت عباسؓ قبر میں اترے باہر سے حضرت علیؓ و جعفرؓ عبداللہ بن عباسؓ انصاری نے میت قبر میں اتاری آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے میت کو قبر میں سلایا جب باہر نکلے۔ تو بلے اختیار دو رہے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں اتنا اور اضافہ ہے۔ کہ دفن کے بعد صحابہؓ عرض کی کہ چند آن دیکھی باتیں آج ہم نے دیکھیں۔ فرمایا یہ میری ماں یقین میں نے اپنی چادر میں لکھنا یا تاکہ صلہ بہشتی انہیں ملے اپنے ہاتھ سے قبر بنائی تاکہ قعر جنت کی یہ سختی ہلے اور قبر میں اس لئے لیٹ دے تاکہ قبر کی کوئی تکلیف ان کو نہ ہو۔

حضرت علیؓ راوی ہیں میری والدہ کی وفات پر آنحضرتؐ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے میرے گھر آئے کفن کے لئے اپنی چادر دی۔ بقیع میں انکی قبر خود بنائی راستہ بھر جنازہ کو کاندھا دیا و تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے دفن فرمایا۔

حضرت سعید بن مسیبؓ اپنے والد مسیبؓ سے راوی ہیں کہ فاطمہ بنت اسد کی وفات پر آنحضرتؐ کو بڑا رنج ہوا۔ اپنی چادر میں انہیں کفن دیا۔۔۔ نو تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھائی اپنے ہاتھوں سے قبر کی توسیع کی۔ قبر کی مٹی نکالی۔ قبر بنائی اور قبر میں لیٹ رہے جب باہر نکلے تو رو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی سرکار کو آج بڑا صدمہ ہوا۔ فرمایا اے عمر یہ میری ماں تھی۔ ابوطالب کے بعد انہیں کی محبت میں نے دیکھی۔ جبریلؑ نے خدا کا پیام دیا ہے کہ فاطمہ بنت اسد جنتی ہے اور اس کی قبر پر رحمت کے ستر ہزار فرشتے درود پڑھتے رہیں گے۔

حضرت فاطمہ بنت اسد کی خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ آنحضرتؐ کی پرکوش کا انہیں ستر ابس شرف رہا۔ جعفرؓ اور علیؓ جیسے پوت بنے۔ فاطمہؓ ہر جیسی مقدس پہو لیں جن حسینؓ جیسے پوتے کھلائے۔ کفن کو مٹی کی چادر پائی۔ بنی کے ہاتھوں مٹی کی رحمت کے ستر ہزار فرشتے قبر پر متعین ہو رہے۔ یازدہ امام کی دادی جوئیں اولاد علیؓ کی جدۂ اعلیٰ میں اور آج بھی سر حسینؓ چھاتی سے گھائے حسنؓ و محمدؓ اور جعفرؓ کو اپنی آغوش میں لئے مٹی میں نیند سو رہے ہیں سلام اللہ علیہما و آلہما و سلم

وہ کون تھا؟

رشحات فلم حضرت آقائے آقا مفتی السید محمد احمد قلیہ دم ظلہ
سو فی پتی

جب عرب کے افق پر ظلمت و کفر کی گھاٹیں بھائی ہوئی تھیں۔ خانہ کعبہ میں جب بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ باطل کے دیو سیکل ہاتھ جب حق پرستی کا گلا گھونٹ رہے تھے۔ جب عرب کی غیر مہذب معاشرت ایک عورت سے بیک وقت چار چار مردوں کا تعلق خلاف انسانیت شرافت فعل و سمجھی جاتی تھی۔ جب مظلوم ادولے تصور لڑکیاں ماں باپ کے فریضی انکار و انحراف پر تصدیق کی جا رہی تھیں۔ جب خانہ کعبہ میں یاد خدا کی بجائے منم پرستی بہترین عبادت و ریاضت تصور کی جاتی تھی۔ جب مشرک کو میں ایمان اور توحید کو شرک و بدعت کہا جاتا تھا۔ جب رسول اسلام کی روحانیت و نورانیت پر تاریکی کے پردے ڈالے جا رہے تھے۔ اور طرح طرح کے مظالم ڈھاکر آپ کو شعب ابوطالب اور غار حرا میں محصور کیا جا رہا تھا۔ جب رسول اللہ نے قریش کو جمع کر کے توحید اور اسلام کا بعیرت افروز نغمہ سنایا اور درخواست کی کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میرا قوت بازو اور وحی بنے اور بوجہ اللہ شام دین حق میں میری مدد کرے۔ جب قریش کی زبانیں مدد کا لفظ سن کر تنگ ہو چکی تھیں۔ اور مجمع پر عالم خاموشی طاری تھا ذرا سوچو اور جواب دو۔ کہ وہ نیک سیرۃ اور خوشرو انسان جس کی پیشانی سے نور امانت پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا اور وہ کس نوجوان جس کے چہرہ سے عصمت اور آنکھوں سے روحانیت برس رہی تھی کون تھا۔ جس نے ہدایت شہادت و استقلال کے ساتھ توحید و نبوت کی تصدیق کی اور عمر بھر کیلئے نفرت رسالت اور اعانت دین الہی کا وعدہ کیا۔

”کیا مولود حرم اسی جوان رعنا کو کہتے ہیں؟“

جب رسول اسلام بیت الدین مظلومی اور بیکسی کی زندگی بسر کر رہے تھے قریش خون بہانے کو تیار اور عرب جان لیوے کلمے بھرتے آگاہ اور مستعد نظر آتے تھے۔ جب شمع نبوت پر بلاغی طاقتیں بڑھ بڑھ کر حملے کر رہی تھیں اور توحید رسالت کا نگہبان لائے داد و دشمنوں کے لڑنے میں میٹھا ر آفات و مصائب میں گرفتار تھا جب فراعنہ قریش فخر کلیم کو انواع و اقسام کی تکالیف میں مبتلا کر رہے تھے اور عرب کے خدا و غلیل کی یادگار کو مٹانے اور صدقہ حق کو دبانے کیلئے اپنی پوری قوت و طاقت کے ساتھ جمع ہو رہے تھے۔ مکہ معظمہ میں جب عقیقہ و علائقہ حضور صحتی مرتبت کے خلاف کانفرنسیں ہوتی تھیں۔ جب ابوطالب جیسے پشت و پناہ اور خیر خواہ کی رحلت نے دشمنوں کے حوصلے بڑھا دیئے اور ہمتیں بلند کر دی تھیں۔ جب عالم مجروری و معذوری میں خدا کا رسول خدا کے گھر پر حسرت بھری نظریں ڈال کر رخصت ہو رہا تھا۔ جب سرور عالم درد و الم کی شدت اور ہجرت کی کلفت میں آنسو بھرے خاکوش فریاد کر رہے تھے تو کیا اے اسلامی تاریخ کو پڑھنے والو تم نے غور کیا ہے کہ وہ تاج اسلام کا در شہسوار کون تھا۔ جس نے رسول کے مضطرب اور پریشان قلب کو تسکین و تسخنی دی۔ اپنی مخلصانہ امداد پیش کی ہر مصیبت پہننے اور ہر بلا اپنے سر لینے کا وعدہ کیا۔ رسول کا لباس پہنا۔ رسول کی چادر اوڑھی اور پوری تصویر شجاعت اور مکمل شان امامت بنگر بستر نبوت پر سویا۔ کیا وہ امیر المومنین کے سوا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟

کیا شب ہجرت کی وہ لورانی صبح بھلا دینے کے قابل ہے جبکہ خواب نوشتن کے منے لینے والا ایک خمار آلود الگ لائی سے کراٹھارات کی تاریکی دور اور شب کی فلت کاٹ ہو چکی اور سپیدہ سحر کسی سونے والے کے لئے پیغام نوروزی و دل افروزی لایا۔ چہرہ سے سبز چادر ہٹا کر چپ راست دیکھا۔ اور ناز خلافت و انداز امامت کے ساتھ بستر رسول سے اٹھا اور کھارا قریش کی امانتیں لوٹائیں اور یاد کرو کہ جب چاہ بعد پر بعد ہجرت قریش کے جاسوس آتے اور جاتے تھے۔ جب رسول کی اس شہور عالم جنگ میں ابو جہل شمع رسالت کے گل کے دینے پر تڑپا ہوا تھا۔ اور عرب کے قبائل نام اسلام مٹانے کے لئے

جلائی شمشیروں اور آہنی خودوں سے مسلح ہو کر جمع ہو رہے تھے جب ہزار ہا کفار سعد سے چند مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی قسمیں کھا کھا کر عہد و میثاق کر رہے تھے اور تیروں کی بارش اور تلواروں کی جھجکاوی سے جب میدان بدر نمود قیامت بنا ہوا تھا۔ جب مسلمان اپنی قلت اور دشمن کی کثرت سے مضطرب اور ہراساں ہو ہو کر رسولؐ کو صلح کی غیب سے رہے تھے۔ کیا تمہیں معلوم ہے وہ کون تھا۔ جس نے اسلام کے نقشِ اولین کو محو ہونے سے بچایا۔ اور جس کی تلوار کی برش نے دشمن کی فوج کو کیرے اور گکڑھی کی طرح کاٹ کاٹ کر کشتوں کے پستے لگا دیئے۔ جس کی حمایت نے رسولؐ کے دل کو مضبوط کرنے کے لئے آیہ رحمت کا کام کیا۔ کیا اسلام میں اسی شہسوار کو علیؑ کہتے ہیں؟

یاد کرو جب اُحد کے پتھر تلے میدان میں ابوسفیانؑ مکرو فریب کے جال پھرا رہا تھا رسولؐ اسلام پر بڑے اہتمام و انتظام کے ساتھ سیادتِ بنی اُمیہ میں یورش ہو رہی تھی رسولؐ کے بار و انصار یکے بعد دیگرے جامِ شہادت پی رہے تھے۔ شیعِ نبوت کے پرانے عشقِ رسالت سے دستبردار ہونے کو آمادہ تھے۔ اسلام کی شوکتِ ناکامی و نامرادی کی آغوش میں دم توڑ رہی تھی۔ رسولؐ کے بادشاہِ اصحاب اُحد کی پہاڑیوں پر بکریوں کی طرح اچکتے اور پھر کتے پھرا رہے تھے۔ جب خدا کے حبیبؐ کو دشمنوں کے زرعہ میں یکہ و تنہا چھوڑ کر رسولؐ کے احباب فرار کے راستوں پر دوڑ رہے تھے۔ جب درِ دندانِ نبوت سنگِ ہائے کفر سے مجروح ہو کر ان نام نہاد مسلمانوں کی غیرت و حمیت پر خون کے آنسو بہا رہے تھے۔ اس المیزان اور اضطرابِ انگیز وقت میں جس کے خیال کے انسان کا زہرہ گداز ہوتا ہے کون تھا جس نے رسولؐ کی خبر گیری اور حفاظت کو ہر چیز پر مقدم سمجھا۔ اور جس کی تلوار نے فضا میں علم ہو کر اپنی چمک سے دشمنوں کی آنکھوں کو خیر و کریمیا جس نے امیرِ حمزہؑ کی شہادت کے قصاص میں پانچ سو کفار کو تیغ کر کے دم لیا۔ جس نے اسلام کے ناموسِ دین کی عزت۔ مذہب کی حمایت اور رسولؐ کی حفاظت میں تلواریں جلا جلا کر میدانِ احد میں گوشت اور آٹھان کے پہاڑ بنا دیئے۔ اگر ذرا بھی فکر و تدبیر سے کام لگے تو معلوم ہو جاتا کہ اسلام کے اسی نامور فرزند کا نام علیؑ بن ابیطالبؑ ہے

بنی نظیر اور بنی قینقاع کی دہشت انگیز لڑائیاں اور بعض معتد اصحاب کی بیوفائیاں دلوں میں حصول یقینیت کا شوق اور کسب زر کے ساتھ حفاظت جان و مال کا ذوق یہ تاریخ کے وہ اچھرے ہوئے نقوش ہیں جو غیر خواہاں دولت کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتے۔ خندق کی جنگ میں عربین جلد و دکی وہ شعلہ بار تفریں جن سے اصحاب کے دل سینوں میں سنگ لہزاں کی طرح ہل رہے تھے۔ جب عمر بنی بن عبد و کو عرب کا بے مثل شجاع دہا اور ادنٹ کے بچہ کی سپرنا کر لڑیوا لابتا کر غازیوں کی ہمتیں پست کی جا رہی تھیں جب رسول صرف ایک جان کے عوض تمام جنت فروخت کر رہے تھے اور جمع پر موت مناسک طاری تھا۔ اور اہل مبارز کی صدائے گوسش انصار سے ٹکرانے لگا کر دہس چوری محی امید و انتجا کی نفروں سے اپنے یار و انصار کو دیکھ رہے تھے اس عالم یاس و حیراں میں وہ کون ضعیف اسلام تھا۔ جس نے سلیمان کی انگشتری اور داد کی زرہ پہنی غلیل کے کوٹے اور موسیٰ کی عبا کو زیب تن کیا۔ رسول کا عمامہ سر پر رکھا۔ اور ہزار الایمان کے لیے الکفر کلہ کا صیغ اور سچا مصداق بنکر میدان میں آیا۔ اور عرب کے مایہ ناز بہادر کو قتل کر کے فزیرہ علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین کا گراں بہا خلعت دربار رسالت عامل کیا کیا اسد اللہ اسی محسن اسلام کا خطاب ہے؟ عجبیر کی وہ مشہور جنگ جب کفر و اسلام کا آخری اور انقطاعی فیصلہ ہو رہا تھا۔ عرب کے تمام قبائل بڑی بیچہتی اور منظم قوت کے ساتھ توحید و رسالت کی خدائی علتیں مہدم کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ جب اسلام کے کامیاب غلبہ واکور ضائع خدا کا گرفتار انعام ملنے والا تھا۔ اور قلعہ خیبر پر اسلام کے نامور ہیروز اور آزادی کر کے عاجز آچکے تھے اور اسلام کی فوج تین مرتبہ ناکام و نامراد واپس آچکی تھیں اور قوس و خیبر میں جب شکست اسلام پر شادمانے بجائے جا رہے تھے۔ جب رسول اپنے علم ثبوت پر اعتماد کر کے لاطین الراية رجا کر ارا کا اعلان فرما رہے ہیں۔ جب مسلسل ناہمی کے باوجود حصول علم کی تمنا شکست خورہ سرداروں کے دل میں بار بار چلکیاں لے رہی تھی اس دلہ و زاور شجاعت آزما وقت میں وہ کون تھا جو سخت آشوب چشم ہو سکے باوجود رسول کی آواز پر لبیک کہتا ہوا میدان جنگ میں آیا۔ اور جس نے لعاب دہن رستا

میں حل کیا ہوا سر ہلگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی آنکھوں کا بیمہ کرایا جس کی تلاوت نے عاثر کو قید زندگی اور مرجب کو حیات کشمکش سے نجات دی۔ جس نے باب خیبر کو قوت ربانی سے فتح کر کے قلعہ کی ہنر پر پل بنا دیا۔ جو عیسےؑ کی طرح سلط آف پر پاؤں رکھے اور ہاتھوں باب خیبر کا دوسرا حصہ فضا سے فوراً اسلام کو اس نیم سعلق پل سے گزار دیا تھا۔ جس کی طرح میں ملائکہ اور کردیین رطب اللسان نظر آئے۔ اور جس کی شاد و صفت فضا نے عالم میں لافتنے الاعلیٰ لاسیف الاذوا الفقار کے شاندار اور یاد گذار الفاظ میں جو رہی تھی رسول اسلام میں کی فتح پر مسرور اور قدرت جس کی کامیاب تخلیق پر نازاں تھی۔ تاریخ عالم میں اسی کا لقب حیدرہ کرار ہے، فتح مکہ اسلام کی ایک یادگار فتح کا نام ہے خدا یا تو مرد کر یہ فتح کس کے دست بازو کی رہیں منت ہے۔ سورۃ برأت کو پڑھو۔ اور خود کرو۔ کہ جب سورۃ برأت کی تبلیغ کا منصب کسی کی معزولی کے بعد کسی کو تفویض ہو رہا تھا اور خانہ کعبہ میں جب کفار کے رد و قرآن صامت کی تلاوت کے لئے رسول کو قرآن ناطق کی تلاش اور جستجو تھی۔ اور اس کے بعد دیکھو کہ جب خانہ کعبہ کو عبادت خدا کے لئے انسان کے شرک آلود وجود سے خالی کرنا منظور تھا اور بیت الد کو اس کے اصلی وارث کے ہاتھ سے پاک و صاف کیا جا رہا تھا تو وہ کون تھا۔ جس نے رسول کے شاؤں پر چڑھ کر اور خانہ کعبہ کے بتوں کو چور چور کر کے اپنی دیرینہ اور دلی آرزو پوری کی جس نے پہلی مرتبہ بیت الد میں آذان کہی۔ اور رسول کے ساتھ نمازیں پڑھ کر سب سے پہلے خانہ خدا کو آباد کیا۔ درحقیقت خدا کا یہی وہ خاص بندہ ہے۔ جسے امام المتقین کہتے ہیں؟

جمہ العوام کا دلروز اور حسرت ناک منظر جب رسول فراق بیت الد میں ناز و نزار اور اصحاب باوفا لشکبار و دلگارتے۔ اور خدا کا محرم رسول خدا کے گھر پر حسرت آلود نگاہیں ڈال کر دلروز اور الم انگیز داستان سنا رہا تھا۔ جب قدرت نے اس کو پسند کیا کہ میرا محرم جہان میرے گھر سے آرزو اور طول واپس جائے۔ اور جب اپنے حبیب کی دلہنہی اور تسکین قلب کے خدا سامان فراہم کر رہا تھا۔ اور

ایہ فاذا فرغت فانصب سے اپنے محبوب مہمان کے آزرہ اور فراق رسیدہ دل شاداب و سرور کرنے کی تدابیر ہو رہی تھی جب نبی اُمّی بیت البد سے بادل زار و زار و با چشم انگبار رخصت ہو کر حجاز کی وادی غیر ذی فروع میں آفتاب کی طرح منزلیں لگے کہنا تھا جب عتاب آمیز مگر محبت میں ڈوبے ہوئے انداز کے ساتھ قدرت اپنے حبیب کو یا ایہا الرسول بلغ کا دل افروز پیغام بھیج رہی تھی جب غدیر کے چٹیل میدان اور بے آب و گیاہ جنگل میں بلائ کی روحانیت سے لبریز صدائے علیؑ خیر العمل بلند ہو کر مناسٹر جمع حجاج کو یکجا جمع ہوئی دعوت دے رہی تھی۔ جب شام حلب طائف مدینہ اور یمن کے حاجی جلتی ہوئی زمین پر اور تپتی ہوئی دھوپ میں اپنے محرم رسولؐ کا آخری فرمان سننے کے لئے بے چین اور مضطرب نظر آ رہے تھے۔ اور سینہ غدیر کو مقدس عاجیوں نے اپنی بیت البد سے مس شدہ اور پاک عباؤں سے جھاڑ جھاڑ کر دل بے کینہ کی طرح پاک اور صاف کر دیا تھا۔ جب سدرۃ المنتہ کے داعی اور مسجد اقصیٰ کے خطیب کے لئے جدید و ضعیف ادب نئے اسلوب کے ساتھ پالا ہٹائے شتر کا یا دگار منبر بنا کر حکم خدا کی خصوصیت اور خلافت الہی کی اہمیت کو واضح کیا جا رہا تھا۔ جب سوا لاکھ کے مجمع کثیر اور جم غفیر میں خدا کا حبیب سرور عزت سیلاب لگائے منبر پر آیا اور اپنی آغوشش کے پالے گود کے کھلانے و موزائیک کے سکھانے اور زبان رسالت کے چھانے ہوئے اسلام کے مرقی دین خدا کے ناصر بدر و منین کے علمبردار اور خیر و خلاق کے قاری کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر یمن گنت مولانا ہندلا علیؑ مولانا کاکلس اور بصیرت افروز نعمہ سنایا جب رسولؐ کے حاشیہ نشین اور متاع اسلام کے حلیں پنج پنج تک یا علیؑ کے فرحت انگیز بچوں میں ہرے جبرک و تہنیت کس مصلحت سے پیش کر رہے تھے۔ جب روح الامین فضا میں الیم اکملت لکم دینکم کا مژدہ جانفزا سنا سنا کر ایمان کو حیات جاوید کا پیغام شاد ہے تھے۔ کبھی تم نے اس جوان رعنا کے خال و حذر پر غور کیا کہ یہ قرآن ناطق کون تھا۔ جس کی رحمت نے رسولؐ البد کے شالوں اور بازوؤں کو بنایا اور جس کو آج

امراء کے ساتھ اپنے حبیب کا دینی اور جانشین معروض کیا اور جس پر جتن ویلے بعد ہی کی تعریفیں
 آیات قرآنی کا نچھ اور رحمت ربانی کی بارش ہو رہی تھی اور جس کے چہرہ پر داؤد کے
 جمال سلیمان کے جلال موسیٰ کے کلام اور عیسیٰ کے کمال کی تصویر اور تنویر نظر آ رہی تھی
 مسلمانوں کا پیشوا اور مومنوں کا امیر بنا کر رسول اللہ نے مدبر کی خار دار وادی کو ایک
 جلیل القدر اور تاریخی میدان بنا دیا یہی امیر المومنین اسی مرتبہ اسلام کا لقب ہے۔
 آہ اب اس الم ایگر اور منوس گھڑی کو یاد کرو۔ جب فضا نے عالم میں ہلکے پر پڑھا
 ملا کہ اور کرو میں عزت ہے تھے۔ جب رسول دولت امانت اسلام اپنے جانشین کو
 ودیعت کر کے اس خاکدان عالم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوداع کہہ رہا تھا۔ جب اس
 آخری فرمان اور بستر رحلت کی وصیت کو ان الرسل تسبیح کا توہین آمیز کلمہ کہہ کر اس کے نام نہاد
 جان نثاروں نے ہدایت کی آخری شمع کو بھی خاموش کر دیا تھا۔ جب اسلام کا منادی دین
 خدا کا عندلیب خوشنوا اپنے حقیقی مقام پر پہنچ چکا تھا۔ جب رسول کی ناز پر دکھ اور اکلوتی
 بیٹی باپ کی ولد و مفارقت میں آنکھوں سے سیلاب اشک بہا رہی تھی اور حکومت کے
 تمنائی و خلافت کے شیدائی اپنے محبوب آقا کی تجویز و تکلیف کو غیر ضروری رسم سمجھ کر تائیس
 حکومت اور حصول خلافت کے لئے اضطراب و بخلت میں مدینہ النبی کے گلی کوچوں کو پامال کر
 کر رہے تھے جب رسول اسلام کے بنائے ہوئے امام کو اس کے حق سے محروم کرنے کے
 لئے تہذیبہ نبی ساعدہ میں انقلاب پسندوں کے سیاسی اجلاس چورہے تھے اور خیر اور خندق
 کا نامور شہار بدر و حنین کا فاتح اعظم رسول کا بھائی اور داماد اور علوم الہی و دنیوی کا مخزن
 خدا کے حبیب کی نقشِ منظر کو بادل غمینا رو با پشیم اشکبار آخری غسل دے رہا تھا جب حنین کے
 تالے اور فاطمہ کی آہ و زاری سے عرش بریں کا نپ رہا تھا۔ اور دولت اسلام کے عشاق
 بساط سیاست پر قبضہ جمانے اور اپنا اپنا حق خسروی جتانے کیلئے مضطرب اور بیقرار تھے۔
 جب داماد رسول کی قرآنی مدح سے جان بوجھ کر قطع نظر اور فرمودات نبوی سے عمدہ
 حقد بصر کیا جا رہا تھا۔ جب دل کی دیرینہ تمنائیں خلافت کا خوش آئینہ سبق دہرا رہی تھیں
 اور حصول خلافت و دولت کے بعد جب صدیقیہ کی تکذیب کر کے صدیق کا لقب حاصل کیا

چار ہا تھا۔ جب خلافت و سلطنت کی قربان مجاہد پر فکد کو بھی بعینہٴ چڑھایا جا چکا تھا سنی بھوک
اور صبر آزمادقت میں وہ کون تھا جو اپنے معصوم زادوں کا ہاتھ تھامے انصار و ہاجرین کو خدیجہ
واقعات یاد دل کر اور اپنی مدح کی قرآنی آیتیں اور اپنے فضائل کے نبی کی ارشاد فرمودہ حدیث
سناسنا کر اعیان امت اور ارکان دولت کو متوجہ کر رہا تھا۔ جس نے انصار کی کج ادائیگیوں اور ہاجرین
کی بیوفائیوں کے پرے چاک کر کے دنیا کو ان کے اصلی خط و خال سے روشناس کرایا جو خلافت سے
محروم ہو کر بھی خدمت اسلام سے غافل نہیں رہا جس نے حاملہ کو رحم سے اور دیوانہ کو تعزیر سے بچایا
جس نے غنہ کی میراث اور احکام جمع کے خلیفہ وقت کو تعلیم دی جس نے کلام الہی جمع
کیا اور وکس شریعت بدستور جاری رکھا بخش خدمت اسلام کی خاطر شک اور شرعی امور میں
احکام خدا سے ناواقف خلفاء کی عقدہ کشائی کی اور اپنے علم لدنی اور شان امامت کی ربانی
قوت اور روحانی طاقت سے مجبور کر کے سلطان وقت کی زبان پر لولہ علیٰ لہلک عمر کا حرف
انجیز کلمہ ہماری کرایا اور افضل الشہدات بہ الاعلاء کی مہر توثیق ثبت کر دی اب خود کو کہے
بتاؤ کہ اس حکیمانہ زندگی کا حامل اور اس سبق آموز دستور العمل کا حامل کون تھا۔

کیا اسی مبارک و شاکر نام کا خطاب علی دلی اللہ ہے؟ ذرا نظر بصیرت سے دیکھو کہ
جب خلافت نبوی اپنے اصلی محور اور حقیقی مرکز پر آرہی تھی اور ایک عزت نشین امام
سربر آملے خلافت ہو رہا تھا۔ جب رسول کی محبوب بیوی جنگ جمل اور مسلمانوں کے قتل عام
کے سامان فراق کر رہی تھیں جب بنی امیہ کی طاقتیں دوبارہ شیعہ نبوت کی طرح جواغ آگاہ
کو گل کونے کے لئے مضین کا چونک مکر کا زار گرم کر رہی تھیں اور مدینہ منورہ کے خفیہ
سادشیں کر رہا تھے جب حبیب خدا کے حقیقی وارث کو چوتھی مرتبہ بھی منصب امامت محروم
کرنے کیلئے سیاسی مکر و فریب کا جال بچھا رہے تھے۔ جب سیرۃ رسول کے حامل کیخلاف جمل مضین
اور نہروان میں رسول اعظم کی سیرۃ سے میزار اور منظر فراوان جو حق درجوق خود پہنے زرہ سجائے
تلواریں لٹائے جوشن و فکش سے آراستہ اور تیروں اور کمانوں سے پیراستہ صرف اس
لئے جمع ہو رہے تھے۔ کہ اولاد ہاشم اور آل رسول کے خون سے عرب و عراق کی زمین کو لالہ
زار بنادیں یا دکر جب رسول کا محرم و مٹھ کوئی مسجد میں علوم شریعت اور فصاحت و بلاغت

دیا بہارِ ہما تھا۔ اور اس کے حقائق آموز خطبات اور بصیرت افروز ارشادات ہر ذی حیا کے لئے ایک کیف آور جزوی اور سرور انگیز و حید کا پیغام لا رہے تھے۔ جب مولودِ عرم اور ذہنیت بیت اللہ سر پر قل کئی کا پیش بہا تاج رکھے جسمِ اطہر میں ان اللہ اشترے کی عبا پہنے دوش مبارک پر انما و نسیم اللہ کی شال اور سے یا رہا اور رسولِ بلغ کے لباسِ آراستہ اور ان اللہ و ملکہ یصلون علی ابنی کے مرصع زیور سے پیرا ستہ تختِ خلافت و وصلیت اور سندر شدہ بیت پر جلوہ افروز تھا۔ مظلوموں کی حمایت غریبوں کی اعانت مساکین کی خدمت اور خدا کی غلوس و خضوع کے ساتھ عبادت جس کی زندگی کے بیش قیمت اور محبوب ترین مشاغل تھے۔ اب اس انقلاب کو یاد کرو جب اس حاملِ علوم نبویہ اور معارف رموزِ شرعیہ کو ایک بدترین ظالم خارجی نے مسجد کوفہ میں شہید کر کے خادِ معبود کو ایک بیگناہ امام کے خون سے رنگین کر دیا۔ جب جنین کی انگاری اور زینت و کثوم کی آہ و زاری نوکِ سنان اور ہراؤ و تیر بن جگر کی چونک پار ہو رہی تھی آسمانِ ہزار ہے تھے کبھی تم نے خود کیا ہے کہ اسلام کا کون بچا یا ظلم اور امام محترم تھا جس نے رسول کے شریک کی حیثیت سے ہر مولناک موقع اور خطرناک وقت میں اسلام کی حمایت و حفاظت کر کے دین الہی کو اپنے لاکھوں اسانوں سے زیادہ کر رکھا تھا۔ اور جس کو امت محمدیہ نے اسکی زیریں خدمات اور بیشمار احسانات کا یہ جگر خراش معاوضہ کیا کہ آج وہ مسجد کوفہ میں بوم و خطا صرف اس لئے شہید کر دیا گیا کہ اس کی شرعی حکومت عیاشوں و اوباشوں بد طبیعت افر اور بد چلن اشخاص کے بہیمانہ خصال اور ہوس مانیوں کے لئے کیوں آؤ گا نہیں بقی۔ آؤ اور حل کر مسجد کوفہ میں دیکھو اور پہچانو کہ ملعون ابنِ ہمو کی سم آؤ ملو اور کا گھاٹی۔ نجف اشرف کی خاک پاک کا دانی کین امانت الہی کا مین اور بیت اللہ کا گوہر شبِ چراغ آج ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تم سے بکرت رخصت ہو رہا ہے جیسا علی مرتضیٰ اسی شہید کا نام ہے؟

خدا کی قسم فاطمہؑ اللہ والی تھیں عرض کی
قسم فاطمہؑ عرض عالی تھیں آسمان کی قسم
فاطمہؑ آسمانی حور تھیں کہیں قسم فاطمہؑ
روحانے کہیں تھیں مدینہ کی قسم فاطمہؑ
نوشہ جناحی شاہِ حسدِ نظامی مدظلہ جید آباد کن
مدینہ کی ملکہ تھیں۔ فرشتوں کی قسم فاطمہؑ فرشتہ تھیں۔ جیل کی قسم فاطمہؑ روح قدسی تھیں۔ حوروں

فاطمہ علیہا السلام کون تھیں؟

کی قسم فاطمہ عورت تھیں۔ وحی کی قسم فاطمہ صدائے حق تھیں۔ قرآن کی قسم فاطمہ ام الکتاب تھیں۔ محمدؐ دروحی فداہ کی قسم فاطمہ ہو پھر محمدؐ تھیں۔ ذات محمدؐ کی قسم فاطمہ عین محمدؐ تھیں۔ صفات محمدؐ کی قسم فاطمہ سر تا پا محمدؐ تھیں۔ حقیقت محمدؐ کی قسم فاطمہ آئینہ محمدؐ تھیں۔ صورت محمدؐ کی قسم فاطمہ تصور محمدؐ تھیں۔ فوہ کی قسم فاطمہ نور کی پتی تھیں۔ نمود کی قسم فاطمہ عین نمود تھیں۔ جان کی قسم فاطمہ جان محمدؐ تھیں۔ نفس محمدؐ کی قسم فاطمہ نفس محمدؐ تھیں۔ بن محمدؐ کی قسم فاطمہ سہ پارہ محمدؐ تھیں۔ مازناغ کی قسم فاطمہ نور البصر تھیں۔ الم شرح کی قسم فاطمہ سر محمدؐ تھیں۔ والضحیٰ کی قسم فاطمہ منظر محمدؐ تھیں۔ دانیق کی قسم فاطمہ سان محمدؐ تھیں۔ دہان محمدؐ کی قسم فاطمہ شیریں دہن تھیں۔ جمال محمدؐ کی قسم فاطمہ چہرے آفتاب تھیں۔ جن محمدؐ کی قسم فاطمہ چودہواں چاند تھیں۔ مدح محمدؐ کی قسم فاطمہ مصحف ثانی تھیں۔ ابروئے محمدؐ کی قسم فاطمہ کعبہ ایمان تھیں۔

وحدت کی قسم فاطمہ یکتا تھیں۔ کثرت کی قسم فاطمہ ام السادات تھیں۔ قدرت کی قسم فاطمہ ملکہ تھیں۔ جبروت کی قسم فاطمہ شہزادی تھیں۔ عبودت کی قسم فاطمہ پیغمبر زادہ تھیں۔ شرافت کی قسم فاطمہ پر شرافت تعددقی تھی۔ سیادت کی قسم فاطمہ پر سیادت قربان تھی۔ عصمت کی قسم فاطمہ پر عصمت نافر تھی۔ طہارت کی قسم فاطمہ پر طہارت صدرتھے تھیں۔ صداقت کی قسم فاطمہ پر صدیقیت فدا تھی۔ امامت کی قسم فاطمہ پر امامت نازاں تھی۔ ولایت کی قسم فاطمہ ام الولایت تھیں۔ وصایت کی قسم فاطمہ وصی کی دوہن تھیں۔ امام کی زوجہ اور اماموں کی ماں تھیں۔ معرفت کی قسم فاطمہ بحر عرفان تھیں۔ ایمان کی قسم فاطمہ آسمان ایمان تھیں۔ یسین کی قسم فاطمہ سیدہ عالم تھیں۔ سید زادی تھیں۔ سید کی زوجہ اور سات کی ماں تھیں۔ طہ کی قسم فاطمہ طہارہ و مطہر تھیں۔ طاہر کی بیٹی۔ طاہر کی زوجہ اور طاہر بنوں کی ماں تھیں۔ غم و الم کی قسم فاطمہ تصویر غم و الم تھیں۔ دکھ درد کی قسم فاطمہ دکھیا تھیں۔ سوز و گداز کی قسم فاطمہ جوانی میں گسل کر میں مصیبت کی قسم فاطمہ مصیبت ماری تھیں۔ شہادت کی قسم فاطمہ خاد فاطمہ شہادت گاہ تھا۔ شہیدوں کی قسم فاطمہ کا خاندان شہید چھا۔

آیت مودت فاطمہ کے گھر آیت صاف فاطمہ کے گھر آیات و ہر فاطمہ کے گھر آیات تطہیر فاطمہ کے گھر یسین فاطمہ کے گھر طاہر فاطمہ کے گھر والضحیٰ فاطمہ کے گھر و الشش فاطمہ کے گھر۔ اقرار فاطمہ کے گھر اور آیت ذوالقرنیٰ فاطمہ کے گھر ملکہ نزہل فاطمہ کے گھر تاویل فاطمہ کے گھر

تفسیرِ فاطمہؑ کے گھر اور یحییٰؑ فاطمہؑ کے گھر۔ ناطق فاطمہؑ کے گھر اور صامت فاطمہؑ کے گھر۔ قرآن فاطمہؑ کے گھر۔ اور قرآن والے فاطمہؑ کے گھر۔ ایمان فاطمہؑ کے گھر۔ اور ایمان والے فاطمہؑ کے گھر۔ کعبہ فاطمہؑ کے گھر اور کعبہ والے فاطمہؑ کے گھر۔ جبیل فاطمہؑ کے گھر۔ فرشتے فاطمہؑ کے گھر۔ نبیؐ فاطمہؑ کے گھر۔ نبوت فاطمہؑ کے گھر۔ توحید فاطمہؑ کے گھر۔ وحدت فاطمہؑ کے گھر۔ امام فاطمہؑ کے گھر۔ امامت فاطمہؑ کے گھر۔ ولی فاطمہؑ کے گھر۔ ولایت فاطمہؑ کے گھر۔ شہید فاطمہؑ کے گھر۔ شہادت فاطمہؑ کے گھر۔ طہارت فاطمہؑ کے گھر۔ معصوم فاطمہؑ کے گھر۔ عصمت فاطمہؑ کے گھر۔ کتاب فاطمہؑ کے گھر اور عالم کتاب فاطمہؑ کے گھر۔ جنت فاطمہؑ کے گھر اور کوثر فاطمہؑ کے گھر۔ خاتون جنت کے گھر۔ مالک جنت۔ امیر جنت اور سردار جنت۔ جنت ان کی اور یہ جنت کے۔ فرشتے اس خاتون جنت کے عمام خود انکی لونڈی باندی اور ثقلین لکھے غلام یہ وہ گھر ہے جو محبوب جبریلؑ ہے۔ یہ وہ گھر ہے جہاں خدا کا رسولؐ اسلام علیکم اہل البیت فرمایا کرتا تھا۔

فاطمہؑ باپ کے زیر سایہ چلی چولی۔ باپ کی آغوش میں بل کر جہان پہنیں باپ کی بوقت میر دنیا و ما فیہا سے بچ رہیں۔ باپ کے پہلو میں سکے رہیں۔ باپ کی روح رواں تھیں۔ باپ کی جان تھیں۔ باپ دل بھر گئیں۔ باپ کی آنکھوں کا تارا اور دل کا سہارا تھیں۔ غریب تھیں۔ ٲکا پاس د تھا۔ مگر خوش خوش تھیں۔ فالتے کئے مگر شکم سیر نظر آتی تھیں۔ بھوک رہیں مگر شادمان تھیں دن فالتے میں گزرے مگر شکوہ نہ تھا۔ پیٹے پرانوں پر قناعت کی گھر بی ڈالیا یا۔ باپ سر پر تھے اندر تھا چین تھا قرار تھا۔ سکون تھا۔ سکھ تھا اور اطمینان تھا۔ ادھر باپ کو دیکھا اور ادھر بھوک پیاس بندھ گئی باپ نے ادھر پیار کیا اور نہال ہو گئیں فاطمہؑ کو د مغلسی کا رنج تھا اور دے بے زری کا لال باپ رنج بیٹی کا رنج اور باپ لال بیٹی کا لال تھا۔ فاطمہؑ کو خیال تھا تو باپ اور غم تھا تو باپ کا۔ باپ کو اداس دیکھا تو رو پڑیں اور باپ کو خوش دیکھا تو ہنس پڑی۔

آمد کے دن دشمنوں نے شہادت آ حضرت کی افواہ اڑا دی یہ خبر مدینہ پہنچی سننا ہی تھا کہ زمین تلواروں سے نکل گئی۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ سوچتی آہ و فریاد کرتی نکلے کر نکلے گاؤں میدان آمد میں پہنچیں۔ بیہوش باپ کے قدموں میں لوٹ گئیں سر اقدس کو گود میں رکھا اور سر کے بال کھول کر باپ کو سناٹے باپ نے آنکھیں کھولیں۔ بیٹی کو سر ہانے دیکھ کر

فرمایا فاطمہ! پھر باپ بیٹی بیٹ کر رونے لگے۔ بیٹی نے زخموں کو دھویا اور بیٹی باغی - توبہ میں آیا یہ تھے۔ باپ بیٹی۔

باپ جب بھی سفر سے لوٹ آتے ہیں۔ پہلے بیٹی کے گھر آتے ہیں۔ بیٹی باپ سے بیٹ جانیں۔ اور اپنے بالوں سے گرد پا کے اقدس صاف کرتی ہیں۔ باپ بیٹی کو پیار کرتے ہیں اور پھر اپنے گھر جاتے ہیں۔ یہ تھا باپ بیٹی کی محبت کا حال! کوئی کہاں تک گئے۔ اور کہاں تک اس درود محبت کا واقعہ لکھے۔ غرض کہ فاطمہ کی دنیا محمد تھی۔ اور دین محمد تھا (روحی فدا) فاطمہ کی جان محمد تھی اور دل محمد تھا۔ فاطمہ کا کسمحہ محمد تھا اور حسین محمد تھے۔ باپ بیٹی کے دیوالے اور بیٹی باپ کی دروانی۔

فاطمہ کو نہ زکر کی پرواہ تھی نہ زیور کی خواہش تھی۔ نہ امارت چاہتے تھے نہ دولت نہ محل چاہتے تھے اور نہ قصر صرف محمد روحی فدا چاہتے تھے۔ اور بس باپ تھے اور بیٹی۔ بیٹی تھیں اور باپ۔ بیٹی شادی کے بعد ایک دیوار اور آٹھ رہنے لگیں۔ تو پیغمبر بے چین ہو گئے۔ دو ایک مرتبہ بیٹی کے گھر آتے اور اسلام علیکم اہل البیت فرماتے۔ تو بیٹی دوڑے دوڑے آتیں اور باپ سے چٹ جاتیں تو باپ کو قرار آتا تھا۔ بیٹی باپ کے گھر آتیں تو باپ دوڑے دوڑے دروازہ تک جاتے پیار کرتے۔ سینہ سے لگا لیتے اور ساتھ لاکر اپنی جگہ بٹھایا کرتے تھے۔

فاطمہ آنحضرت کی تصویر اور حضرت خدیجہ کی منی تھیں۔ فاطمہ شہنشاہ کونین کی بیٹی اور ملکہ عرب کی جانی تھیں۔ آرزوؤں تناؤں کی جی۔ لاؤ پیاد کی پالی پوسی اور محبت کے گہوارہ میں جمبولی ہوئی تھیں ماں کا کلیجہ اور باپ کی آنکھوں کا تارہ تھیں بڑی نازک دل۔ نازک دماغ۔ نازک خیال۔ نازک بدن۔ نازک مزاج اور نازک طبع تھیں جب تو پیغمبران کا نازاٹھا تے تھے۔ آٹھ سال کی ننھی سی عمر میں بے ماں کی ہو گئیں۔ تو باپ نے سینہ پر رکھ کر پالا پوسا۔ سکھ دیا آرام دیا اور دگنا لاؤ پیار مرغی رکھا۔ بلکہ ان کی دیکھ بھال کے لئے حضرت سودہ کو گھل لایا تھا۔ فاطمہ باپ کی محبت میں بہل گئیں۔ اور باپ کو دیکھ کر ماں کو بھول گئیں باپ بیٹی کو دیکھ کر بیٹے تھے اور بیٹی باپ کو دیکھ کر زندہ تھیں۔ باپ کو بیٹی کی جدائی گوارہ نہ تھی۔ اور بیٹی کو باپ

کی فرقت دو بھرنہ تھی۔

گمراہ کہان کسی کو سکھ سے بیٹھے دیتا۔ فرقت اور محبت دو محبت والوں کے لئے فطری ہے۔ آخر وہ ناگوار گھڑی آگئی اور وہ نافرہام شامت آپہنچی۔ فاطمہ کی ساری کائنات لٹنے والی تھی۔ اور فاطمہ اپنے باپ سے جدا ہونے والی تھیں۔ پیغمبرؐ افراترمان بستر پر فریش اور دنیا سے رخصت پذیر ہیں۔ آہ آہ کر رہی ہیں۔ بیٹی کے آنسو رخسار مبارک پر گرتے ہیں تو ہچکچاہٹ میں آجاتے ہیں۔ بیٹی کا سر سینے سے لگاتے ہیں۔ پیار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ بیٹا روؤ نہیں۔ ہمارے رونے سے عالماں عرش روتے ہیں۔ بیٹا میں تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ تم صبر کرو۔ اور تم کو اب صبر ہی کرنا ہو گا۔ تم مجھ سے جلد ملو گی۔ اچھا فاطمہ رخصت! اس کے بعد شہنشاہ کونین دنیا سے تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔

دکھیا بیٹی کا کیا کہنا۔ کہ اس پر کیا گذری۔ تسکین دینے والا باپ کہاں کیلئے سے لگانے والا اب کہاں ایک پہاڑ سر پر گرا کوہ غم ٹوٹ پڑا۔ فاطمہ کا سایہ اٹھ گیا۔ سر پرست دنیا سے رخصت ہو گیا۔ باپ کیا گئے۔ فاطمہ کی کائنات کھو گئی۔ فاطمہ اکیلی ہو گئیں۔ فاطمہ کی دنیا بے چراغ ہو گئیں۔ دن رات نظر آنے لگے۔ دیس بدیس دکھائی دینے لگا۔ گھر کاٹ کھانے لگا۔ یگانے بنگانے معلوم ہونے لگے۔ دلا ری فاطمہ دکھیا ری ہو گئیں۔ مدینہ کی شہزادی یتیم ہو گئیں۔ بسکھی فاطمہ دکھی ہو گئیں فاطمہ کی نظروں میں مدینہ ویران دکھائی دینے لگا۔ زمین خار کھانے لگی۔ اور آسمان گھوٹنے لگا۔ شوخیوں کا گھر بیت الحزن بن گیا۔ رونا تھا اور فاطمہ تھیں۔ آہ وزاری تھی اور فاطمہ تھیں دن روتے سنے اور راتیں روتے گذریں۔ حجرہ تھا اور فاطمہ تھیں یا مزار منور تھا اور فاطمہ تھیں دیکھنے والے پہچان نہیں سکتے تھے۔ سو کہہ کر کاٹا ہو گئیں تھیں ابھی خامی تھیں گھل گھل تباہ ہو گئیں۔ آخر کار بھری جوانی میں بائیس تیس برس کے سن میں باپ کے دو چہینے بعد بردایات چہ چہینے حضرت عائشہؓ و حضرت جابرؓ مردویہ حاکم دو جہاں کی بی بی اس ناپائیدار دنیا سے نصرت

ہو گئیں۔ یعنی سیدہ عالم بہشت سدھاریں۔ مریم امت فردوس روادہ ہو گئیں اور دو جہاں کی بی بی جنت تشریف لے گئیں۔ اور ہمارے بچی کی جیتی جاگتی تصویر مصحف ہستی سے مٹ گئی۔

رعصی کا دن بھی آخرون ہی تھا۔ مگر یہ دن بالکل تاریک اور رات معلوم دیتا تھا۔ اس روز فاطمہ خوش تھیں۔ اور گھر میں اس روز بڑی چہل پہل تھی خود غسل فرمایا۔ لباس پہنا اور اپنا تابوت اپنے ہاتھوں تیار کر لیا۔ اپنے معصوموں کو ہٹلایا دھلایا۔ صاف سفر کپڑا پہنایا۔ سرمہ لگایا۔ پیار کیا اور نکلے لگایا پھر شوہر سے رخصت ہوئیں۔ اور وصیت فرمائی کہ ہمیں غسل چاہئے اور کفن ہم نے ہٹایا بھی اور پہنا بھی اور ہمارا جنازہ گھر سے دُٹے یہیں نماز ہو۔ اور یہیں دفن ہو۔ خیر کی چھاؤں نہ پڑے۔ نیز کا ہاتھ نہ لگے۔ بلکہ جنازہ پر سورج کی روشنی نہ پڑے۔ سارے کام آپ اپنے ہاتھوں انجام دیں۔ مدد کے لئے آسمان ہیں۔ عباس ابن عباس اور میرے دونوں بچے ہیں۔ یہی بہت ہیں۔ غالباً یہی ہمیں ۲ جمادی الاول اور یہی دن تھے۔ جبکہ آفتاب عصمت و طہارت غروب ہوا تھا۔

فاطمہ زہرا تم پر خدا کا درود و سلام۔ تمہارے پیارے باپ کا درود و سلام رسولوں۔ نبیوں کا درود و سلام۔ فرستہ سیرت بی بی! تم پر فرشتوں کا درود و سلام مریم امت تم پر حوراں جنت کا درود و سلام۔ خاتون محشر تم پر اہل محشر کا درود و سلام۔ سیدہ عالم تم پر عالمین کا درود و سلام۔ نبی گزادہ تم پر تمہارے شوہر علی کا درود و سلام۔ تمہارے لعل جگر حسن کا درود و سلام۔ پیارے حسین کے تن بے سر کا درود و سلام۔ تمہاری مصیبت مادی دختروں کا درود و سلام۔ تم پر تمہارے شیر خوار پوتے اصغر کا درود و سلام۔ تم پر اکبر نورجوان کا درود و سلام۔ جیسا کہ بلا کا درود و سلام۔ دکھیا سکینہ کا درود و سلام۔ فرقت کی ماری صغریٰ کا درود و سلام۔ سارے فاطمیوں کا درود و سلام۔ اور ہم غلاموں کا درود و سلام تم پر تمہارے باپ پر۔ تمہارے شوہر پر۔ تمہارے فرزندوں پر۔ اور تمہاری آل پر ساری امت کا درود و سلام۔ الی یوم القیام۔ اللهم صل علی محمد و آل محمد

کتب طے کا پتہ :- صاحبزادہ سید جعفر حسین شاہ جیلانی فیض باغ لاہور۔

سید منظر علی صاحب انظر فی۔ اے ایل۔ ایل لٹوانی گورٹ لاہور۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سمرہ شاہی اگر ایک مرین ضعف بصارت پر استعمال کر کے دیکھا۔ کہ سمرہ شاہی فی الحقیقت از حد مفید ثابت ہوا ہے۔ جو کہ بہت کم عرصہ میں کمزوری نظر دوند ہو گئی جناب حکیم ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب بری علیہ السلام۔ ضلع یالکوٹ۔ جمع الامکارم جناب حکیم صاحب احسن استاد احکام۔ اتلام علیکم مزاج مقدس۔ آپ کا سمرہ شاہی جو اپنی خوبی و فائزین لٹوانی ہے۔ میں نے ایک مرین یاروس العین کو جو بڑے بڑے مشہور میڈیکل ہسپتالوں سے نا امید ہو کر زندگی سے بیزار ہو کر خود کشی کو حیات جادوئی چاہتی تھی۔ آہ و بکا اس کی روزانہ غذا تھی۔ چہن اور حبلن اور سرخی و آب روان شل نہر معلوم تھا۔ مجھ کو اس کی حالت دیکھ کر ہڑا دم آیا۔ میرے پاس آپ کے سمرہ شاہی کی ایک شیشی موجود تھی۔ فوراً اس کے حوالے کر دی۔ بلکہ ایک روپیہ خداترسی کر کے نقد اس کو دے دیا کہ مرغن غذا کھنا۔ آج میں ۱۰ کو آبادی سے گذرنا ایک آدمی نے دوڑ کر میری گود بڑی کی باگ منام لینی چاہی تو مجھ کو تعجب ہوا۔ اس نے کہا کہ ہم آپ کے غلام ہیں۔ میری ہمشیر و باکل راہنی ہو گئی۔ میں نے جا کر دیکھا تو جہان ہو گیا۔ ایک ماہ میں کا یا پٹ چشمہ دیکھا۔ آپ کو سر ٹیکٹ دیا جلتا ہے۔ کہ شاہی سمرہ ایک گھر میں موجود رہے۔

میاں عبدالغفر صاحب برسر اسٹریٹ لاپریڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور تھوہر
فرما رہے ہیں۔ آج میرے پاس مسٹر ارجن سنگھ ٹریفک برانچ مینیسٹر ٹنڈنٹ لاہور آیا۔
اس نے اپنی زبانی یہ قصہ بیان کیا کہ میری آنکھ میں ضرب کی وجہ سے چاند گیا تھا۔ میں نے ہزار
علاج کئے۔ مگر میری آنکھ درست نہ ہوئی۔ لیکن سرمد شاہی جو کہ حکیم سید شام علی شاہ
جلانی کی ایجاد کردہ کے استعمال سے میری آنکھ سے چند روز میں چاند دور ہو گیا۔ اب میری آنکھ
میں کسی قسم کا نقص نہیں رہا۔ اور نظر بھی بالکل درست ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت کرمیں
سرمد شاہی کے استعمال سے صحت یاب دیکھے ہیں۔ مجھے یو تھکتے ہوئے از حد خوشی حاصل
ہوتی ہے۔ کہ قیمت بالکل مختصر صرف تین روپیہ فی گولہ افزہ حد سے زیادہ پتہ ذیل سے طلب کریں

ملنے کا پتہ

حضرت سید محمد حسین شاہ جیلانی منیر مطب جیلانی حیدرآباد فیض باغ لاہور ۱۲۸۹ھ

بقلم مولانا علی محمد الحامری صاحب قیمت ۴۰ - قاطع البدان فارسی مصنفہ قبلہ مولانا علی محمد الحامری

مرکب لانی نالے درنایب سب

جناب سرم و الد صاحب کے تجربہ شدہ تنو فیضی حکم خدا تعالیٰ
درست اور مجرب المعجب ہیں

شاہی حب مقصود (جسٹرو)۔ مرداریدی عنبری زعفرانی ایک ایسی چیز کی تعریف کرنا جو تعریف کے قابل نہ ہو۔ ایسا گناہ ہے کہ جس کی رو سے یا ہی خدا کے گھر تک ساتھ جاتی ہے۔ اسی طرح کسی مفید خلاق و دوا کی خوبیوں کو پرشیدہ کرنا تین مصیبت ہے۔ یہ دوا جس کا معنوں آپ کے پیش نظر ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ مقدمات مفرحات اور قیمتی سے قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔ مثلاً مشک فہر مرجان یا قوت زہر مہر کشتہ فقر مردارید اور دیگر مقوی اور قیمتی اجزا کا مرکب ہے۔ ان کے تمام اجزا کو کیمیائی اصول پر تیار کیا جاتا ہے۔ جس سے ان گولیوں کی قوت اور طاقت ہزار گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ ان گولیوں کے استعمال کرنے پر دوسرے ہی روز آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے جسم پر وہ ہیں ایک نئی روح پیدا کی جا رہی ہے۔ تمام مردہ قوتیں زندہ ہو جاتی ہیں۔ ہر قسم کی کمزوری، ضعف، دماغ، دوران سر، خفقان، اختلاج، قاب پرانگی، غیالات وغیرہ وغیرہ کل شکایات کو زندگی بھر کے لئے دور کرنا ان کا خاص کام ہے۔ طبیعت میں غیر معمولی طاقت اور جوش مردانگی، ہمت اور بہادری جتنی و چالاکی پیدا ہوتی ہے خواہ مخواہ اچھنے کو دے کر بھی چاہتا ہے۔ تمام اعصاب قوی رنگ صاف سرخ و سنیر دماغ روشن اور حوصلے بڑھ جاتے ہیں۔ ناسرد و گرم اور مرد و جوان اور کمزور و کوشش ور اور پلوان بنا دیتی ہے۔ چند ہی روز میں بدن کو نرم و معتدل بنا دیتی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ جو بالکل بلا مبالغہ ہے۔ کہ کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی ناکارہ اور کمزور کیوں د ہو

نقیضاً بخلاف فارسی معنفہ قبلہ مولانا علی الحائری صاحب قیمت ۴۔
نقیضاً بخلاف فارسی معنفہ قبلہ مولانا علی الحائری صاحب قیمت ۴۔
نقیضاً بخلاف فارسی معنفہ قبلہ مولانا علی الحائری صاحب قیمت ۴۔

سلیف فارسی معنفہ قبلہ مولانا علی الحائری صاحب قیمت ۴۔
الحدیث معنفہ قبلہ مولانا علی الحائری صاحب قیمت ۴۔

ان گریوں کو بیس روز تک استعمال کر کے اپنی قوت مضبوط پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ ایک مرتبہ کے استعمال کے بعد زندگی بھر میں پھر دوبارہ کسی معوی دوائی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ وہ جو ہر بے بہا ہے۔ جو درحقیقت موتوں میں تونے کے قابل ہے۔ اس کے استعمال کے بعد مرد میں وہ طاقت پیدا ہوتی ہے کہ یقینی طور پر اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے قیمت بیس گریوں کی شیشی صرف چار روپے چالیس گری کی آٹھ روپے۔

شاہی طلا مرکب جرثومہ۔ جن لوگوں نے اپنی انتہی جوانی میں کوئی اندیشی ہے اپنی قوت خدا داد کو تباہ و برباد کر دیا ہو۔ رگ اور پٹھے بیکار اور سست ہو گئے ہوں۔ ان میں فرق معلوم آگیا ہو۔ مصنوعی ساخت و بناوٹ میں فرق ہو۔ کچی۔ کوتاہی اور لاغری جو جڑ میں باریکی پر نشوونما میں کمی ہو۔ اور نامردی کے تمام آثار نمایاں ہوں۔ تو اس طلا کا استعمال کرنا آب حیات کا کام دیتا ہے۔ یہ طلا درحقیقت مردہ اور بے جان رگ و پٹھے میں نئی قوت اور نئی روح پیدا کر کر فراتس منبھی کے ادا کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔ ہر عمر اور مزاج کے لوگوں نے اس کو استعمال کر کے اس کے عجیب و غریب فائدوں کا تجربہ کیا ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں کی بدولت اپنی خدا داد قوت اور پیش بہا دولت کو تباہ و برباد کرنے والے حضرات جو بوس اور زہرہ درگزر ہو رہے ہیں۔ اس طلا کی خدا داد تاثیر اور عجیب و غریب مقناطیسی اثر سے پھر اصلی حالت پر آگئے۔ اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ پا گئے۔ یہ طلا ہر موسم میں مریض کے لئے مفید ہے۔ اس کے استعمال سے آبد وغیرہ نہیں احتیاج۔ اور کوئی دسمت احتیاجی پڑتی ہے قیمت فی شیشی درجہ خاص چار روپے آٹھ آنے معمول ڈاک بہر حال آنے ہوتا۔ ایک شیشی میں اترہ وزن دوائی ہوتی ہے۔ جو ایک مریض کے لئے کافی ہے۔ ایک شیشی سے کم مقدار میں دوائی نہیں بھیجے جائے گی۔ کوئی صاحب آرڈر دے کر تصحیح اوقات و فرما دیں۔ شاہی دب مقصورہ جرثومہ اور ایک شیشی شاہی طلا کی قیمت آٹھ پیسے ۸۔

شاہی حب ستہری مسک جرثومہ۔ تفریح اور عیش و عشرت کی وہ گھڑیاں جو ایک منٹ میں ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کو اپنے حیرت انگیز اور جادو بھرے اثر سے بڑھ کر گھنٹوں اور ہر دن تک قائم رکھتی ہے۔ سرعت کے مریضوں اور عیش پسند حضرات کی وہ مسک جو چند سیکنڈ ہی میں ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کو بعض اوقات اس درجہ قابو میں کر لیا جاتا ہے کہ جب تک ترشی نہ چکیں گے۔ یہ لطف اندوز گھڑیاں بھی ختم نہ ہوں گی۔ جادو ہے۔ اکسیر ہے

آئینہ مزائیت معنفہ مولوی برکت علی شاہ غوثہ لطین قیمت ۵۔ قادیان کا فرضی بنی قیمت ۱۲۔

کھد ملکہ معنفہ مولوی برکت علی شاہ غوثہ لطین قیمت ۱۲۔ اعمال کا شہرہ قیمت ۱۲۔

بار و فتن ہو گئے ہیں۔ اور والد صاحب کے مدح خواں ہیں۔ ہزار ہا میں سے چند ایک حضرات
مکے اسمائے گرامی عرض کرتا ہوں:-

ہیال محمد حسین :- صاحب ٹیلر ماسٹر فیض باغ لاہور۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے شاہی
حب امٹرو کا اپنے گھر میں استعمال کیا ہے۔ چونکہ میرے گھر جو بھی بچہ پیدا ہوتا تھا۔ بعد
پیدائش کے سوکھ سوکھ کر کاٹا ہو جاتا جس سے بہت صدمہ ہوتا تھا۔ لہذا ہم نے شاہی
حب امٹرو کا ایک ہی دفعہ استعمال کرایا ہے۔ اور اب خدا کے فضل و کرم سے چارے گھر
ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ جو کہ بالکل صحت یاب ہیں۔ دستخط محمد حسین :-

عبدالکیم پیہ اخبار سٹریٹ لاہور۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے گھر میں۔ اول
تو بعد از حمل ہونے پہ ساقط ہو جاتا۔ پھر اگر مدت معین پر پونچتا بھی تو بعد از پیدائش
کے فوت ہو جاتا۔ جس کو کہ کئی قسم کی مرضیں ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ رنگ بدل جاتا ہے
وغیرہ وغیرہ لہذا مجھ کو بہت سے صدموں کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی دوران ہم شاہی
حب امٹرو کا پتہ ملا جو کہ حکیم سید شمس علی شاہ جیلانی کی تیار کردہ ہیں جن کو کہ ایک
مدت حمل ہم نے اپنے گھر میں استعمال کر لیا ہے۔ اب خدا کی رحمت سے ہمارے گھر
ایک لڑکی ہے۔ جو کہ بفضل خدا بالکل صحت یاب ہے۔ لہذا ہم شاہی صاحب کو اس محنت
شاذ کی داد دیتے ہیں۔ جو کہ انہوں نے شاہی حب امٹرو تیار کر کے مخلوق خدا پر بڑا
احسان کیا ہے۔ اور خواہشمند حضرات کو آگاہ کرتے ہیں کہ شاہی حب امٹرو اپنے
گھر میں استعمال کر کے قدرت خدا کا معجزہ دیکھیں۔ دستخط عبدالکیم۔ قیمت شاہی
حب امٹرو جو کہ ایک مدت حمل کے استعمال سے اس مرذی مرض سے ہمیشہ کے لئے
بنفعل خدا نجات ہو جاتی ہے۔ صرف لکھ چار روپے محصول ڈاک :-

سوا تخمیری اسد اللہ الغالب حضرت
علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

زمانہ قدیم میں جس قدر کتب مناقب امیر علیہ السلام میں تحریر ہوئیں۔ ان سے
صرف عربی زبان ہی کے جاننے والے فرائد اٹھا سکتے ہیں۔ اور آؤ ایسی کتب عام طور

نشین قیمت درہ مظلومیت کی داستان یعنی سیرت امام حسین مجلد مہیت ایک روپیہ

اقبال کا شاعر نواز احمد مسند سراوی برکت علی شاہ گورکھ نشین قیمت ۱۲- حقیق کی خامیاں مسند سراوی برکت علی شاہ گورکھ

نام بقا مسند سراوی برکت علی شاہ گورکھ نشین قیمت ۱۲- سرخ فیرت مسند سراوی برکت علی شاہ گورکھ نشین قیمت ۱۲- انبیا کا شاعر نواز احمد

اور سوانح عمری مناقب اور فضائل کا اہلسنت و سوادا علم کے بارہ خلیفوں کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا گیا ہے۔ فرض جو دعویٰ صدری بن شیعہ و نیایاں ایسی سلیس اور مدلل و مفصل کوئی کتاب ثبوت خلافت میں نہیں چھپی ہر ایک مخالف اور معاند نے اس کے آگے سر جھکا دئے ہیں۔ اپنی تلواریں نیام میں گردی ہیں۔ اور بقیلیں جھانکنے لگ گئے ہیں۔ یہ اس کتاب کی اعجاز و کرامت ہے۔ کہ جس شخص مخالفت۔ خارجی و داعی نے اس کے تروید و جواب میں قلم اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رگ حیات کاٹ ڈالی۔ اور وہ اس جہاں سے نامراد و اتر ہو کر جلتا بنا۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے ویدان شکن جواب دئے گئے ہیں۔ کہ قیامت تک سر اٹھا نہیں سکتے۔ یہ کتاب ہر ایک مومن کے لئے نور ایمان و فیضان چشم و حزر جان اور مسلم کے لئے رہبر کامل اور نادی راہ صراط جہاں ہے۔ کیوں نہ ہو یہ پاک و مقدس سوانح عمری شاہ مروان علیہ السلام ہے۔

بئذا الحمد ہر آں چیز کہ خاطرے خواست

آخر آمد نہ پس پردہ غیب پدید۔

کاغذ گھائی چھپائی اعلیٰ قیمت صرف میر محمد ولایتی علیہ السلام کی اصیلت۔ شان توحید و معرفت الوہیت و ربوبیت اور انوار آفتاب رسالت و تنویر قرامت خاندان نیرت و اہلبیت رسالت کی منجبت و افضلیت و ولایت اور اصلی نماز محمدی و صلوات احمدی کی حقیقت اور مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے مابہ الامتیاز مسائل کی کتاب اللہ و سنت سے مطابقت حقیقت و صداقت جناب سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفدا کی فضیلت و جہاد لغیرت پر کتاب اللہ و احادیث صحیحہ و اقوال آلہ اہدئے سے محققانہ بحث کی گئی ہے۔ پاک مذہب شیعہ کا چوڑا اور باب نکال کر چمک کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ محقق اور منصف مزاج مسلمان اس کو نظر غریزہ اور انصاف سے پڑھ کر شیعہ اور سنی کے آئے و ن کے جھگڑے فتنہ و فساد اور شرارت سے باز رہیں۔ گھائی چھپائی ویدہ زیب جو چار سو صفحہ قیمت صرف میر محمد علی

کلید مناظرہ۔ مصنفہ مولوی بوکت علی شاہ گوشہ نشین وزیر آبادی قیمت دھرو پے آٹھ آنے

محمد ربیعین صاحب قیمت ۱۲۔ مایہ معاویہ قیمت ۵۔ شہنشاہ گربلا قیمت دس آنے ۱۰۔

سوانح عمری مناقب اور فضائل کا اہلسنت و سوادا علم کے بارہ خلیفوں کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا گیا ہے۔ فرض جو دعویٰ صدری بن شیعہ و نیایاں ایسی سلیس اور مدلل و مفصل کوئی کتاب ثبوت خلافت میں نہیں چھپی ہر ایک مخالف اور معاند نے اس کے آگے سر جھکا دئے ہیں۔ اپنی تلواریں نیام میں گردی ہیں۔ اور بقیلیں جھانکنے لگ گئے ہیں۔ یہ اس کتاب کی اعجاز و کرامت ہے۔ کہ جس شخص مخالفت۔ خارجی و داعی نے اس کے تروید و جواب میں قلم اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رگ حیات کاٹ ڈالی۔ اور وہ اس جہاں سے نامراد و اتر ہو کر جلتا بنا۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے ویدان شکن جواب دئے گئے ہیں۔ کہ قیامت تک سر اٹھا نہیں سکتے۔ یہ کتاب ہر ایک مومن کے لئے نور ایمان و فیضان چشم و حزر جان اور مسلم کے لئے رہبر کامل اور نادی راہ صراط جہاں ہے۔ کیوں نہ ہو یہ پاک و مقدس سوانح عمری شاہ مروان علیہ السلام ہے۔

بئذا الحمد ہر آں چیز کہ خاطرے خواست آخر آمد نہ پس پردہ غیب پدید۔

انکات عجیبہ بیان فرماتے ہوئے ضمناً مخالفین خلافت کی رگ حیات کو کچھ ایسی طرح اولہ واجد قائل سے کھل ڈالا کہ تازیست اب ہجگامہ آرائی کی ان میں جزات پیدا نہ ہو سکے گی قیمت صرف ۵ آنے ۶

موضع نقیۃ (بار دوم) :- جس میں موضع نقیۃ کے متعلق مکمل تقریر ہوا کہ کتب اہل سنت مندرج ہے۔ یہ وہی موضع نقیۃ ہے۔ جس سے تین مثنیٰ حضرات نے متاثر ہو کر جمع عام میں اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ فرض کہ نہایت مدلل پر معافی رسالہ ہے قیمت صرف ۵ آنے ۷

کلید عملیات :- جس میں تمام دینی و دنیوی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے اعمال اور تمام میاریوں کو رفع کرنے کے لئے تعویذات درج کئے گئے ہیں۔ لہذا مولف صاحب نے تشنگان قرب الہی اور حاجت مندان بارگاہ ایزدی کو دوسری تمام کتب عملیات سے مستغنی کر دیا ہے۔ یہ کتاب مقتدر علم کی نقادریط سے مزین ہے۔ اور بڑی تقطیع پر (۲۴۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے ۸

الغریب

یہ رسالہ سلسلہ عزاداری میں فی الواقعہ قابل دید ہے۔ اس میں فلسفہ شہادت پر روشنی ڈالتے ہوئے معرکہ آرا مباحث کو حل کیا گیا ہے۔ اور مخالفین کی رگ حیات کو دلائل و براہین کے تیز حربوں سے ایسی طرح کاٹ دیا ہے۔ کہ قیامت تک ان میں ہجگامہ آرائی کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اس کے مباحث علیہ میں سے مسئلہ بیعت یزید کا جواب ماتباع حق کا اثر شہادت حسین کفارہ نہیں ہے صرف نذر و اسراف میں داخل نہیں۔ ماتم امام حسین کیوں ضروری ہے۔ ذکر واقعات کرنا سے کیا اسباق حاصل ہوتے ہیں۔ مرثیہ خوانی امام حسین کیوں کر جائز ہے۔ مظلوم سے ہمدردی فطری امر ہے۔ وغیرہ وغیرہ عنادین سے محققانہ رنگ میں ہر مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ یہ رسالہ اس قابل ہے۔ کہ ہر گھر میں ہر مجلس میں پڑھ کر سنایا جائے۔ قیمت دو آنے ۹

گنجیہ معارف :- مصنفہ حافظہ سیدہ الفقار علی شاہ - قیمت چھ آنے ۶

مظلومیت کی داستان قیمت ۵۰۰ - تحفۃ العلوم معدودہ قیمت ایک روپیہ ۸

مفتاح الایمان قیمت ۵۰ - رسالہ اربع بیعتی جواب رد شیعہ قیمت ۲۰ - شہادۃ الصالحین قیمت ۱۵ -

المصلحۃ قیمت ۵۰ - امامت القرآن مولانا محمد سید محمد باورون صاحب قیمت ۵۰ - مثنیٰ مذہب کے دھوکا کاپریل قیمت ۱۰

گر بہترین علمی ذخیرہ کے متلاشی ہو

تفصیل
سال نو

شہابی شہسوری

تفصیل
سال نو

ترجمہ نقد سید محمد علی شاہ صاحب جلالی موجد سہروردی و سہروردی ملک کشمیری صاحب جلالی فیضی
جس کے متعلق مندرجہ ذیل علماء دین مذہب حق نے تحریر فرمائی ہے: پروفیسر سارنہ فراتی ہے
اسماء کے گرامی علماء و کرام

- (۱) عالی جناب حجتہ الاسلام سرکار شریعت مدار مولانا سید ملک حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان لکھنؤ۔
- (۲) عالی جناب حجتہ الاسلام سرکار شریعت مدار مولانا سید علی نقی قبلہ مجتہد العصر الزمان لکھنؤ۔
- (۳) رئیس الحفاظ جناب مولانا حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ۔
- (۴) رئیس الحفاظ جناب مولانا حافظ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب جلال پور۔
- (۵) جناب مولانا مولوی برکت علی صاحب جعفری گوجرانولہ۔
- (۶) جناب مولانا مولوی بشیر الدلت مولانا محمد بشیر صاحب قبلہ فاتح ٹیکسلا۔
- (۷) عالی جناب مولانا خواجہ محمد لطیف صاحب قبلہ انصاری موگہ۔
- (۸) عالی جناب معصوم جذبات قبلہ نور محمد نور لدھیانوی مصنف قدس نور۔
- (۹) عالی جناب مولانا مولوی سید محمد صاحب قبلہ خطیب اعظم دہلوی۔
- (۱۰) عالی جناب سید ابوالاعلیٰ مولانا سید ابن حسن صاحب قبلہ نوپوری۔
- (۱۱) عالی جناب شیر پنجاب مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب قبلہ امرت سر۔
- (۱۲) عالی جناب ملک العلماء مولانا فیض محمد خاں صاحب لکھیانوی۔
- (۱۳) عالی جناب حجتہ الاسلام سرکار شریعت مدار مولانا سید علی التھانی صاحب مندرجہ بالا حضرات گرامی کے علاوہ بے شمار اصحاب نے تعریفی خطوط ارسال کئے ہیں
- حکم ڈیرہ صدر عقد تقریباً: ٹائپل پانچ رنگا۔ ساتر ۹۹۲۳ قیمت فی جلد موادی ۶۸
- وچھوٹے وچھوٹے وچھوٹے وچھوٹے وچھوٹے کی شاہی جعفری پوری
- فائل غیر روپیہ بذریعہ منی آرڈر آنے پر روانہ کی جاوے گی

شہابی شہسوری حضرت غوث الاعظم دہلی قریب ۸۔ تفصیل الانبیاء کلاں قریب ۸۔ تذکرۃ الاولیاء اردو قیمت ۸۔
شہابی شہسوری حضرت غوث الاعظم دہلی قریب ۸۔ تفصیل الانبیاء کلاں قریب ۸۔ تذکرۃ الاولیاء اردو قیمت ۸۔
شہابی شہسوری حضرت غوث الاعظم دہلی قریب ۸۔ تفصیل الانبیاء کلاں قریب ۸۔ تذکرۃ الاولیاء اردو قیمت ۸۔

محبوب خدا کا ذکر جمیل مصباح المجالس قیمت ۸۔ ماہ جنت ار۔ ریاض خرمی قیمت ۸۔

جعفریہ یک کتب خانہ کی نادر نایاب

مجمع کلام
در شان
ابلیس علیہ السلام
شعرا کرام

مولفہ و مرتبہ حکیم سید ماشوم علی شاہ صاحب جیلانی مولف شامی جنہی
لاہور جس میں مقدمین و دور حاضرہ کے بزرگان دین و شعراء کرام کے مطبوعہ
اور غیر مطبوعہ کلام در شان محمد و آل محمد کے درج کئے گئے ہیں۔ کتاب کیا ہے
مومنین کے لئے تحفہ جلا، ایمان ہے۔ بالخصوص ذاکرین حضرات کے لئے تحفہ ہے
ہر صفحہ کا دستہ نور علی نور ہے۔ جس کو قبلہ شاہ صاحب نے بڑی محنت و مشقت
کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ شروع کلام توحید بار الہ اس کے بعد نعت نور و سہرور
کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پھر تعریف جناب سے شروع کیا ہے۔ سچے کہ جناب
آخر الزمان علیہ السلام تک چہار دہ معصومین کی شان میں چیدہ چیدہ مناقب
قصیدے انیس سلام رباعیات مختلف شعراء کرام کے درج کئے ہیں۔ جن کو بڑی
محنت اور زور کثیر خرچ کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ فوراً طلب فرما کر
ملاحظہ فرمادیں۔ حجم دو سو صفحہ سے زائد سائز ۱۲×۸ قیمت غیر علاوہ محصول ڈاک
قرآن اور حسین علیہ السلام :- مقتطفہ شاعر مشہور و معروف فردوسی
زمان حسان البند قادر الکلام عالی جناب چوہدری دلورام کوشری مرحوم حیدر
آباد دکن اس کتاب میں قرآن شریف اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
کے فضائل و شمائل اور مناقب و محامد کا تذکرہ ہے۔ جو بالکل نیا لمعنون ہے۔ جس
کو آج تک کسی شاعر نے رشتہ نظم میں بندھ کر نہیں کیا۔ آخر میں نقلیں نہایت درد انگیز
و رقت آمیز مرثیہ کے طور پر سبط الرسول و ابلیت بتول کی شان میں ہدیہ ناظرین کی گئی
ہیں۔ غرض کہ یہ کتاب مہرک اور مقدس چیز ہے۔ قیمت صرف ۵ آنے۔

درجے بہار - یزد نامہ - لطیف - خلافت الہیہ حصہ سوم قیمت ۸

محتاج الانیان قیمت ۸ - رد الخوارج یعنی جواب رد شیعہ قیمت ۱۲ - شہداء اعدا و قہقین کرام - شہداء السامی توحید اود عذرا الامامی کرام

حیات و مراد و دم قیمت ۸ - تنصیر الانیان سرا جعفری صاحب صاحب الامام علیہ السلام

بشارت انجیل

مصنف حسان البند قادر الکلام عالی جناب چوہدری دلورام صاحب مرحوم کو شری۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول میں مصنف مدوح نے انجیل مقدس سے حضرت مولیٰ علیؑ کی ولادت باسعادت کا مفصل ذکر کیا ہے شروع سے لے کر تادم آخر میں تمام حالات زندگی اور جمیع انبیاء کی بشارتیں نہایت عمدہ نظم میں درج ہیں۔ حصہ دوم علیؑ اور انبیاء جن میں حضرت مولیٰ علیؑ مرتضیٰ کے محاورہ و اوصاف کا انبیاء علیہم السلام سے مواضع کیا ہے۔ نیز آپ کے زہد و ریاضت شجاعت الواعظی و غزوات کے عالی شان کارنامے۔ شہادت کا واقعہ نامہ نہایت لائق جہاں گداز نظم کے پرانے میں درج ہیں۔ حصہ سوم حضرت عباسؑ کا واقعہ شہادت عاودہ کر بلا مصلحت مرثیہ کی طرز میں نہایت رقت انگیز و درد انگیز ذکر ہے۔ نیز سوانح حیات درج ہیں قیمت ۸۔ آب کوثر ۸۔

نعتیہ کلام فی شان سید الانام :- مصنف حضرت مولانا علامہ تاج الدین احمد صاحب تاج لاہوری۔ اس کتاب میں صاحب موصوف نے اسمائے رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حمید میلا و البنی صلعم۔ علیہ محبوب خدا صلعم۔ شب معراج شری مختلف و دلکش اور بے نظیر نقود کا مجموعہ ہے۔ آخر میں تین بڑی نظمیں۔ حضرت امام حسینؑ میدان کربلا کے موزوں عزراں سے موسوم ہیں۔ جن کے پڑھنے سے رسول اللہ صلعم اور اہل بیت نبویؑ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ ضرور مطالعہ کیجئے قیمت ۸۔

اسیران اہلبیت :- مصنف شاعر مشہور عالی جناب صاحبزادہ سید محمد شاہ صاحب تلمیذ۔ قادری فاضل بیٹ لوی۔ یہ کتاب گلشن رسالت پر خزانہ کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں مصنف مدوح نے واقعہ کربلا معلیٰ و اسیران اہل بیت کا ذکر جاگہ گداز و روح فرسا نہایت درد انگیز و رقت آمیز مرثیہ کے پرانے میں درج کیا ہے۔ سنگ ل انسان بھی جب اس کو پڑھے ضرور اس کے دل میں اثر ہوتا ہے۔ اور زار زار رونے لگ جاتا ہے۔ عرض کر میدان کربلا کے صحیح حالات کو تاریخی حیثیت سے پیش کیا ہے قیمت ہر حصہ ۸۔

مٹنے کا پتہ
صاحبزادہ سید حسین شاہ جیلانی فیہر جعفریہ صاحب انجمنیہ فیض باخ لاہور

قبل امر شری قیمت ۱۲۔ اوار القرآن مولفہ ڈاکٹر نور حسین صاحب قیمت دس آنے ۸۔

پیغام توحید :- مولانا تہذیب انجمنیہ قیمت ۱۲۔ الخیرۃ الاولیاء :- معراج البرکات بکواب شرا انظار البرکات مصنف حاجی مرزا احمد علی صاحب

۱۵۔ حقیقت مذہب تنبیہ بخواب حقیقت مذہب تنبیہ قیمت ۸۔ عالم البزوفہ مصنفہ ڈاکٹر نور حسین صاحب قیمت ۱۲۔

اسلام تلوار کے زور نہیں بھریا
جہاد کا پر جلال ہے جہر خائف کی روشنی میں

تشریح الحرب - فتوح الحرب } اس کتاب کے مترجم مولوی ممتاز بیگ صاحب
 ہیں۔ شروع میں ایک مختصر ویسا ہے جس

میں متعصب غیر مسلموں کے اس دعوے کو کہ اسلام زبردستی اور تلوار کے زور سے پھیلا گیا ہے۔ متعصب معقل و مدلل وجہ پیش کر کے غلط ثابت کیا گیا ہے۔ اور جہاد کے متعلق جسے دشمنان اسلام بڑے زور شور سے اپنے دعوے کی تائید و حمایت میں بطور دلیل پیش کیا کرتے ہیں۔ حقیقت کے چہرے سے یوں پردہ اٹھایا گیا ہے کہ جہاد کا جاری ہونا لوگوں کو جبراً و اثرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ اس کی غرض و غایت یہ تھی۔ کہ جو لوگ ملک میں فتنہ فساد پھیلا کر امن و امان میں خلل ڈالتے تھے۔ انہیں ان کی شرانگیزیوں کی مناسب جزا دی جائے۔ اس کے بعد غزوات کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو ساڑھے پانسو سے زیادہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور آخر میں آنحضرت کے حجۃ الوداع اور وصال پر اجمالی روشنی ڈالی گئی ہے ترجمہ صاف و رواں اور زبان سلیس و فصیح ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ضخامت ۳، ۵ صفحات۔ سرور قی و دبیر زمین اور خوشنما کاغذ اچھا۔ کتابت و طباعت عمدہ قیمت سے تین روپیہ صرف ۵

اسد الشریعہ و اخراجات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فاضل۔ اس کتاب میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ یعنی خلیفہ چہارم کی زندگی کے حالات پیدائش سے لے کر وفات تک نہایت تحقیق اور سمحت و صفائی کے ساتھ مسج کئے گئے ہیں۔ غالباً اس سے بہتر کتاب ملنا امر محال ہے۔ باوجود اسلامی حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہے۔ کاغذ کھانی چھپائی نہایت موزوں کر لی گئی ہے

سودرق چار رنگ کے باباک لکھا گیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت فی جلد ۱۱ روپے رباعی

میاں میر علی اول قیمت ۶۰۰۔ سوا گھمڑی جانب مولانا مولوی علامہ حکیم غلام حسین صاحب کنٹری ٹینک ایک۔ دو پیسہ اٹھانے۔

کوتھرتھینہ فی علم عقدا م کلثوم ۸ - ذوالفقار حیدر علودود ۸ - مہنامہ ص - طابغہ حیدر خضدار پیدہ عد - ارسال الابدین ۸

ذریعہ اصلاح (در اصلاح) دائرۃ الاسرار کتب خانہ — نویسنہ: الحاج محمد مصطفیٰ مولانا علی محمد صاحب قیامت ۳۰۰ روپے

جنت الفردوس کے روح پرور مھوئل!

اکابر اسلام کے پاکیزہ اور زندگی بخش حالات فردوسِ آسیہ

یہ کتاب مولوی شیخ محمد عبدالوہاب صاحب دہلوی نے اپنی اہلیہ مرحومہ کی یادگار کے طور پر تصنیف کی تھی۔ اس میں خلفائے راشدین اہل بیت - حضرت امام حسین و حضرت امام حسن اور بقیہ ائمہ کے پاکیزہ حالات سپردِ قلم کیے ہیں۔ چونکہ مصنف خود ایک متقی - روشن ضمیر - صاحبِ حال - سنیئے میں اسلام کا سچی درد اور دل میں ترقی ملیت کی حقیقی تڑپ رکھنے والے بزرگ تھے۔ اس لئے جو کچھ ان قلم سے نکلا ہے - اس میں سوز و گداز اور کیفیت و تاثیر کی بجلیاں بھری ہوئی ہیں۔ جو پڑھنے والے کے دل و دماغ کو غیر محسوس طریق پر اس درجہ متاثر کر دیتی ہے کہ وہ اس ہی عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت برائیوں سے ہٹ کر نیکیوں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ کیا آپ دین اور دنیا دونوں کے اعتبار سے کامیاب زندگی بسر کرنے کے آرزو مند ہیں۔ اگر ہیں۔ اور یقیناً آپ کو ایسا ہی ہونا چاہیے تو فردوسِ آسیہ کی سیر کیجئے۔ جس کے پاکیزہ پھولوں کی خوشبو آپ کے جسم و روح کو معطر کر دے گی۔ ضخامت ۳۱۶ صفحات سرورق رنگین کاغذ اور کھائی چھپائی پسندیدہ قیمت ۳۰۰ روپے

محبوب کا ذکر جیل مصباح مجلس کسی یہ کتاب بارہ مجلسوں پر منقسم ہے۔ جن میں شہنشاہ کونین محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جیل کی مبینی کی پیاری اردو میں نقل کیا گیا ہے۔ ہر اردو دان مسلمان کو چاہیے کہ پیارے رسول کے پیارے حالات سے دل کو پر نور اور روح کو مسرور کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ ضخامت ۳۹۶ صفحات - سرورق چمکنے والی رنگین اور نظر فریب

درستیہ انجمنات مولف شیخ محمد عبدالوہاب صاحب قیامت ۳۰۰ روپے

کاغذ اور کتب و طباعت پسندیدہ قیمت ایک روپیہ چار آنے ۵

تعلیم نرات ۸۔ سرمد خاموشی مصنف سجاد حسین ۸۔ طبع اقلین یعنی روئیداد منظرہ دار برہن قیمت چھ آنے ۲

حون فی بارس

اسلام زندہ ہوتا ہے ہرگز ہلاکے بعد

روضۃ النیکا

جناب فقیہ مرحوم نے اس کتاب میں لالہ زار اسلام کے پھول پھول اور پتے پتے کو خونِ جگر سے پہنچنے والے باغباروں یعنی خواجہ ود جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشوں حضرت امام علیہا السلام کے مناقب اور زہرہ گماز واقعات شہادِ بمبئی کی اردو میں نظم کئے ہیں۔ انداز بیان ایسا دردناک ہے کہ شعر پڑھ کر پارس کر ننگ دل سے سنگدل انسان کا کھینچہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے ضخامت ۵۶ صفحات سرورقی نہایت جاذب نظر کاغذ مضبوط۔ کتابت و طباعت عمدہ قیمت ایک روپیہ ۴

سلسلہ قادیان کی آٹھ کتابیں

زمین المجالس

قاضی محمد یوسف مرگے مرحوم نے اس کتاب کو گیارہ مجلسوں میں منقسم کر کے ان میں سلطان الاولیاء عزت الاعظم محبوبِ سبانی قطبِ ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے پاکیزہ حالات پر نہایت لطیف پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ کتاب نظم میں ہے۔ اور بمبئی کی اردو میں کبھی لکھی ہے۔ عام مسلمانوں کو بالعموم اور قادیانی حضرات کو بالخصوص اس کتاب کا مطالعہ کرنا اور اسے خوبان کر ہر وقت پاس رکھنا چاہیے۔ ضخامت ۴۰ صفحات۔ سرورقی دبیز۔ رنگین اور نہایت خوبصورت کاغذ اچھا لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ایک روپیہ صرف ۵

عروسِ کرپالہ - لوحِ زندگی ۱۲ - طوفانِ وجہاتِ عمر - جوہرِ قیادتِ عہد - ستونِ حق ۶ - غدر کی ماری شہزادیاں ۱۲ - مگدستہ عید ۸ - منازلِ ترقی ۴

صاحبزادہ سید جعفر حسین شاہ جیلانی مینجر جعفر بہ مکہ المیخنیہ فیض باغ لاہور

رسالہ اعلیٰ مصنف مولانا محمد حشر علی صاحب قسرت ۴ - عزائمِ نیکو مصنف سید محمد اکرم صاحب قسرت ۴





شاه شمس
۱۱۹۶

شاه شمس
۱۱۹۶

شاه شمس
۱۱۹۶

شاه شمس
۱۱۹۶

شاه شمس
۱۱۹۶

شاه شمس
۱۱۹۶

